

10: اللہ تعالیٰ کا حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے ساتھ

خصوصی نشست پر بٹھانا:

حضرت قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ نے مقام محمود کا آخری معنی یہ بیان کیا ہے کہ ”قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کو عرش پر اپنے ساتھ خصوصی نشست پر بٹھائے گا اور حضور نبی کریم ﷺ قیامت کے دن مہمان خصوصی ہوں گے۔ آپ ﷺ کا یہ مقام و مرتبہ مقام محمود ہوگا۔“

اس کی تائید ان تین روایتوں سے ہوتی ہے:

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اس فرمان عسی ان یبعثک ربک مقام محمود کے بارے میں فرماتے ہیں:

یجلسہ بینہ و بین جبریل علیہ السلام یشفع لامتہ فذلک المقام المحمود۔

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے اور حضرت جبریل علیہ السلام کے درمیان بٹھائے گا اور آپ ﷺ اپنی امت کی شفاعت فرمائیں گے۔ یہی حضور نبی اکرم ﷺ کا مقام محمود ہے۔“

(الحکم الکبیر للطبرانی جلد 12، صفحہ 61، رقم الحدیث 12474۔ درمنثور جلد 5، صفحہ 287)

☆ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

قال رسول اللہ ﷺ: عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا۔

قال: یجلسنی بہ علی السریر۔

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ”یقیناً آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائے۔“

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ مجھے اپنے ساتھ پٹنگ (خصوصی نشست) پر بٹھائے گا۔“

(درمنثور جلد 5، صفحہ 287۔ مسند الفردوس جلد 3، صفحہ 58، رقم الحدیث 4159)

☆ حضرت مجاہد بن ابی سفیان رحمہ اللہ نبی کریم ﷺ کے اس فرمان عسی ان یبعثک ربک مقام محمود کے متعلق فرماتے ہیں:

یجلسہ معہ علی عرشہ

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے ساتھ (اپنی شان کے مطابق) عرش پر بٹھائے گا۔“

جامع البیان فی تفسیر القرآن جلد 10، صفحہ 98۔ درمنثور للسیوطی جلد 5، صفحہ 287۔ الشفاء بمریف حقوق المصطفیٰ ﷺ، صفحہ 677-669)

نبی کریم ﷺ نے اپنا ”خاتم النبیین“ ہونے کا اعلان

فرما کر اپنا میلاد منایا:

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتا فاحسنہ واجملہ الاموضع لبنة من زاویہ فجعل یطوفون بہ ویتعجبون بہ یتعجبون لہ ویقولون ہلا وضعت ہذا اللبنة قال فانا اللبنة وانا خاتم النبیین۔

ترجمہ: ”میری اور مجھ سے پہلے انبیاء پیغمبر کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک بہت زیادہ حسین و جمیل گھر بنایا، مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ اس مکان کے ارد گرد گھومتے ہیں اور تعجب کرتے ہیں کہ ”یہ ایک اینٹ کیوں نہ رکھی گئی۔“

آپ ﷺ نے فرمایا ”میں وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔“

(صحیح بخاری جلد 1، صفحہ 501۔ صحیح مسلم جلد 2، صفحہ 248۔ سنن کبریٰ للنسائی جلد 6، صفحہ 436۔ مسند امام احمد بن حنبل جلد 2، صفحہ 398۔ صحیح ابن حبان جلد 14، صفحہ 315۔ مشکوٰۃ المصابیح صفحہ 511)۔

☆ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمہ اللہ کیا خوب فرمایا:

کوئی اور پھول کہاں کھلے نہ جگہ ہے جوشش حسن سے

نہ بہار آور یہ رخ کرے کہ جھپک پک کی تو خار ہے

☆ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مثلی ومثل الانبياء كمثل رجل بنى دار فاطمها واكملها الا موضع لبنة فجعل الناس يدخلونها ويتعجبون منها يقولون: لولا موضع اللبنة! قال رسول الله ﷺ فانا موضع اللبنة جئت فختمت الانبياء.

ترجمہ: ”مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے کوئی گھر تعمیر کیا اور اسے ہر طرح سے مکمل کیا مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ اس میں داخل ہو کر اسے دیکھنے لگے اور اس کی خوبصورت تعمیر سے خوش ہونے لگے سوائے اس اینٹ کی جگہ کے کہ وہ اس کے علاوہ اس محل میں کوئی بھی کمی نہ دیکھتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”پس میں ہی وہ آخری اینٹ رکھنے کی جگہ ہوں میں نے آ کر انبیاء کی آمد کا سلسلہ ختم کر دیا۔“

(صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحدیث 341، صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب ذکر کونہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین، رقم الحدیث 2287۔ جامع ترمذی، کتاب الامثال، باب فی مثل انبی و الانبیاء قبلہ، رقم الحدیث 2862۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 324، رقم الحدیث 31770۔ مسند امام احمد بن حنبل، جلد 3، صفحہ 361، رقم الحدیث 14931۔ سنن کبریٰ بیہقی، جلد 9، صفحہ 5۔ مسند طبرانی، جلد 1، صفحہ 247، رقم الحدیث 1785)۔

☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مثل ومثل النبیین من قبلی كمثل رجل بنى دار فاطمها الا لبنة واحدة فجئت ابا فاطمتمت تلك اللبنة.

ترجمہ: ”میری اور مجھ سے پہلے انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے کوئی گھر بنایا اور اسے ہر طرح سے مکمل کیا مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی میں نے اپنی بعثت کے ساتھ اس اینٹ کو مکمل کر دیا۔“

(مسند امام احمد بن حنبل، جلد 3، صفحہ 9، رقم الحدیث 11082۔ صحیح مسلم، الفضائل، رقم باب ذکر

کونہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین، جلد 4، صفحہ 179، رقم الحدیث 2286۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 323، رقم الحدیث 31769)۔

وجوہات افضلیت مصطفیٰ ﷺ اور محفل میلاد:

☆ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء علیہم السلام پر اپنی افضلیت کی چھ وجوہات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے بیان کر کے اپنا میلاد منایا۔ چنانچہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فضلت علی الانبیاء بست: اعطيت جوامع الكلم ونصرت بالرعب وجلت لی الغنائم وجعلت لی الارض ظهورا ومسجدا وارسلت الی الخلق كافة وختمت بی النبیین

ترجمہ: ”مجھے دوسرے انبیاء پر چھ چیزوں کے باعث فضیلت دی گئی ہے، میں جوامع الکلم سے نوازا گیا ہوں اور رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے اور میرے لیے اموال غنیمت حلال کیے گئے اور میرے لئے (ساری) زمین پاک کر دی گئی اور سجدہ گاہ بنادی گئی ہے اور میں تمام کی طرف بھیجا گیا ہوں اور میری آمد سے انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔“

(صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، رقم الحدیث 523۔ جامع ترمذی، کتاب السیر، باب ما جاء فی الغیمة، رقم الحدیث 1553۔ مسند امام احمد بن حنبل، جلد 2، صفحہ 411، رقم الحدیث 9326۔ مسند ابو یعلیٰ، جلد 11، صفحہ 377۔ صحیح ابن حبان، جلد 6، صفحہ 87، رقم الحدیث 2313۔ مسند ابوعوانہ، جلد 1، صفحہ 330، رقم الحدیث 2313۔ التذدین فی اخبار قزوین، جلد 1، صفحہ 178۔ مسند الفردوس، جلد 3، صفحہ 123، رقم الحدیث 4334)۔

جوامع الکلم کی وضاحت:

جوامع الکلم کا مطلب یہ ہے کہ دین کی حکمتیں اور احکام ہدایت کی باتیں اور مذہبی و دنیاوی امور کے متعلق گفتگو کرنے کا ایسا مخصوص اسلوب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا گیا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی بھی نبی کو عطا نہیں ہوا تھا اور نہ ہی آج تک دنیا کے کسی فصیح و بلیغ

آپ ﷺ کے اس اسلوب کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ ﷺ کے تھوڑے سے الفاظ کے ایک جملے میں معانی و مفہوم کا ایک گنجینہ پنہاں ہوتا ہے۔ پڑھیے اور لکھیے تو ہو سکتا ہے کہ چھوٹی سی سطر بھی پوری نہ ہو لیکن جب اس کا مفہوم بیان کرنے لگیں تو بڑی بڑی کتابیں تیار ہو جائیں۔

آپ ﷺ کے اقوال و ارشادات میں اس طرح کے کلمات کی ایک بڑی تعداد ہے جن کو ”جوامع الکلم“ کہا جاتا ہے حصول برکت کیلئے ان میں سے گیارہ (11) کلمات کو نقل کیا جاتا ہے۔

گیارہ جوامع الکلم

1. انما الاعمال بالنیات

ترجمہ: ”اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔“
(صحیح بخاری جلد 1 صفحہ 2)

2. الدین النصیحة

ترجمہ: ”دین خیر خواہی کا نام ہے۔“
(صحیح مسلم جلد 1 صفحہ 54)

3. العدة دین

ترجمہ: ”وعدہ قرض کی طرح ہے۔“
(مجمع الزوائد جلد 4 صفحہ 169)

4. المستشار موثمن

ترجمہ: ”جس سے مشورہ کیا جائے وہ امانت دار ہے۔“
(جامع ترمذی جلد 2 صفحہ 60۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ 230)

5. ان خیر دینکم أويسره

ترجمہ: ”تمہارا بہترین دین وہ ہے جو آسان ہو۔“
(مسند امام احمد جلد 5 صفحہ 289 ابن عساکر جلد 7 صفحہ 388)

6. ان الله يحب الرفق في الامر كله.

ترجمہ: ”اللہ ہر کام میں نرمی پسند کرتا ہے۔“
(مسند امام احمد جلد 6 صفحہ 36 جامع ترمذی رقم الحدیث 2771)

7. انما الامانة في الصوم

ترجمہ: ”روزے میں امانت ہے۔“
(کنوز الحقائق رقم الحدیث 1498 مطبوعہ ملتان)

8. باب الرزق مفتوح الى باب العرش

ترجمہ: ”رزق کا دروازہ عرش تک کھلا ہوا ہے۔“
(کنز العمال رقم الحدیث 16128)

9. بر الوالدین یجزي من الجهاد

ترجمہ: ”والدین کی خدمت کرنا جہاد کے قائم مقام ہے۔“
(کنوز الحقائق رقم الحدیث 1986 مطبوعہ ملتان)

10. الحياء شعبة من الايمان

ترجمہ: ”حیاء ایمان کا ایک شعبہ ہے۔“ (مسند امام احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 414)

11. من جعل قاضيا فقد ذبح بغير سكين

ترجمہ: جو شخص قاضی بنایا گیا وہ بغیر چھری کے ذبح کیا گیا۔“
(مسند امام احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 230۔ جامع ترمذی رقم الحدیث 1325۔ سنن ابن ماجہ رقم الحدیث 2308)۔

تذکرہ فصاحت زبان مصطفیٰ ﷺ اور محفل میلاد:

☆ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی فصیح زبان کی تعریف کر کے اپنا میلاد منایا چنانچہ:
حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

انا عرب بكم عربية انا قریشی واستوضعت في بني سعد.

ترجمہ: ”میری عربی (زبان) تم سب سے بہتر ہے میں قریشی ہوں اور پھر میں

نے بنو سعد میں پرورش پائی ہے۔“

(انسان العیون فی سیرۃ النبی المأمون جلد 1 صفحہ 89)

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بڑے واشگاف الفاظ میں اس حقیقت کا

اعتراف کیا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ما راایت افصح منك یا رسول اللہ ﷺ

ترجمہ: ”یا رسول اللہ ﷺ! میں نے آپ سے زیادہ فصیح و بلیغ کوئی نہیں دیکھا“

(سیرت حلبیہ جلد 1 صفحہ 89)

☆ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

انا اعرب العرب ولدت فی قریش ونشأت فی بنی سعد فانی
یأتیننی اللحن۔

ترجمہ: ”میں تمام عربوں سے زیادہ کھول کر بات کرنے والا ہوں میں قریش
میں پیدا ہوا میری پرورش بنو سعد میں ہوئی تو اب میرے کلام میں لحن (یعنی
لفظی) کہاں سے آئے۔“ (علی ہاشم الشفاء جلد 1 صفحہ 178)

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی ایک سب سے اہم

خصوصیت ”آدم علیہ السلام کو تخلیق سے بھی پہلے مقام

نبوت پر فائز ہونا“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے بیان

کر کے اپنا میلاد منایا:

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

”یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے لئے نبوت کب واجب ہوئی؟“

تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وآدم بین الروح والجسد

ترجمہ: ”(میں اس وقت بھی نبی تھا) جبکہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ابھی روح
اور جسم کی درمیانی مرحلے میں تھی۔“ (یعنی ابھی روح اور جسم کا باہمی تعلق بھی قائم نہ
ہوا تھا)“

(جامع ترمذی کتاب المناقب رقم الحدیث 3609 جلد 2 صفحہ 202۔ مسند امام احمد بن حنبل جلد
4 صفحہ 66 جلد 5 صفحہ 59۔ مستدرک حاکم جلد 2 صفحہ 666-665 رقم الحدیث
4210-4209۔ مصنف ابن ابی شیبہ جلد 7 صفحہ 369 رقم الحدیث 36553۔ المعجم الاوسط
للمطهرانی جلد 4 صفحہ 4175 رقم الحدیث 4175۔ المعجم الکبیر للمطهرانی جلد 12 صفحہ 92 صفحہ
119 رقم الحدیث 12646-12571 جلد 20 صفحہ 353 رقم الحدیث 833۔ حلیۃ الاولیاء جلد
7 صفحہ 122 جلد 9 صفحہ 53۔ دلائل النبوة جلد 1 صفحہ 17۔ تاریخ الکبیر للبخاری جلد 7 صفحہ
374 رقم الحدیث 1606۔ السنۃ للخلال جلد 1 صفحہ 188 رقم الحدیث 200۔ السنۃ لابن عاصم جلد 1 صفحہ
179 رقم الحدیث 411۔ الآحاد والثنائی للشیبانی جلد 5 صفحہ 347 رقم الحدیث 2918۔ طبقات
ابن سعد جلد 1 صفحہ 148۔ الثقات لابن حبان جلد 1 صفحہ 47۔ معجم الصحابہ جلد 2 صفحہ 127 رقم
الحدیث 591۔ الطبقات لابن خیاط جلد 1 صفحہ 59 رقم الحدیث 125۔ الاحادیث المختارۃ جلد 9
صفحہ 142 رقم الحدیث 1231۔ معتمر المغفر جلد 1 صفحہ 10۔ مسند الفردوس جلد 3 صفحہ 284
رقم الحدیث 4845۔ تاریخ دمشق الکبیر جلد 26 صفحہ 382 جلد 45 صفحہ 489-488۔ اعتقاد
اہل السنۃ جلد 4 صفحہ 753 رقم الحدیث 2472 جلد 10 صفحہ 146 رقم الحدیث 5292۔
اخبار القزوین جلد 2 صفحہ 244۔ تہذیب اجتہاد جلد 5 صفحہ 147 رقم الحدیث 290۔ اصحابہ
فی معرفۃ الصحابہ جلد 6 صفحہ 239۔ تعجیل المنفعة جلد 1 صفحہ 1488 رقم الحدیث 2582۔ سیر اعلام
النبلاء للذہبی جلد 7 صفحہ 384 جلد 11 صفحہ 110۔ الخصائص الکبریٰ جلد 1 صفحہ 8-7۔
الحاوی للفتاویٰ جلد 2 صفحہ 100۔ الہدایہ والنہایہ جلد 2 صفحہ 307۔ تاریخ جرجان جلد 1
صفحہ 392 رقم الحدیث 653۔ المواہب اللدنیہ جلد 1 صفحہ 60۔ مجمع الزوائد جلد 8 رقم الحدیث 653۔ المواہب
اللدنیہ جلد 1 صفحہ 60۔ مجمع الزوائد جلد 8 صفحہ 223۔ سلسلہ احادیث صحیحہ جلد 4 صفحہ 471 رقم
الحدیث 1856۔ مشکوٰۃ المصابیح صفحہ 513)۔

روایت مذکورہ کی محدثانہ اسنادی تحقیق:

☆ امام ابو یوسفی ترمذی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”هذا حدیث حسن صحیح“

ترجمہ: ”یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“ (جامع ترمذی: کتاب المناقب، رقم 3609)
☆ حافظہ ٹی ٹی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ:

”وراء احمد والطبرانی ورجالہ رجال الصحیح“

ترجمہ: ”اس روایت کو امام احمد اور طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے رجال صحیح حدیث کے رجال ہیں“ (مجمع الزوائد، جلد 8، صفحہ 223)

☆ امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد حاکم نے کہا:

هذا حديث صحيح الاسناد

ترجمہ: ”یہ حدیث صحیح الاسناد ہے“

☆ امام ذہبی رحمہ اللہ نے فرمایا:

هذا حديث صالح السند

ترجمہ: ”یہ حدیث صالح السند ہے“ (سیر اعلام النبلاء، جلد 7، صفحہ 384)

☆ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

رجالہ رجال الصحیح

ترجمہ: ”اس کے رجال صحیح حدیث کے رجال ہیں“

(مسند امام احمد بن حنبل، جلد 4، صفحہ 66)
مخالفین میلاد کے ماضی قریب کے محدث ”شیخ ناصر الدین البانی“ نے ”سلسلہ احادیث الصحیحہ“ جلد 4، صفحہ 471، رقم 1856 پر اس حدیث کو نقل کر کے اس کی بھر پور تائید کی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے وسیع علم کے ذریعے

اپنی محفل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے قیامت تک

کی خبریں دے کر اپنا میلاد منایا:

☆ حضرت حذیفہ بیان کرتے ہیں کہ:

قام فینا رسول اللہ ﷺ مقاماً ماترک شیئاً یكون فی مقامه
ذالك الى قیام الساعة الا حدث به حفظه من حفظه ونسیه
من نسیه.

ترجمہ: ”نبی کریم ﷺ نے ہمارے درمیان ایک مقام پر کھڑے ہو کر خطاب فرمایا: آپ ﷺ نے اپنے اس دن کھڑے ہونے سے لے کر قیامت تک کوئی چیز نہ چھوڑی جس کو آپ ﷺ نے بیان نہ فرمادیا ہو۔ جس نے اسے یاد رکھا سو یاد رکھا جو اسے بھول گیا سو بھول گیا۔“

(صحیح بخاری، کتاب القدر، باب وکان امر اللہ قدراً مقدوراً، رقم الحدیث 6291۔ صحیح مسلم، کتاب القتن، باب اخبار النبی ﷺ۔۔۔ الخ، رقم الحدیث 2891۔ جامع ترمذی، عن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ، کتاب القتن، باب ما جاء اخبار النبی ﷺ، الخ، رقم الحدیث 2191۔ سنن ابوداؤد، کتاب القتن، باب ذکر القتن ورجالہا، رقم الحدیث 4240۔ مسند امام احمد بن حنبل، جلد 5، رقم الحدیث 2332۔ مسند بزار، جلد 7، صفحہ 231، رقم الحدیث 8499، وقال هذا حدیث صحیح۔ مسند الشافعی، لطیفی، عن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ، جلد 2، صفحہ 247، رقم الحدیث 1287۔ مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث 5379)۔

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ”بے شک نبی کریم ﷺ نے ظہر کی نماز ادا فرمائی اور منبر پر جلوہ افروز ہو گئے، پس آپ ﷺ نے قیامت کا ذکر شروع کیا اور فرمایا: ”جو شخص کچھ پوچھنا چاہتا ہو پوچھ لے“ میں یہاں کھڑے کھڑے اس کو بتا دوں گا۔“

لوگوں نے کثرت سے گریہ زاری شروع کر دی۔ اور آپ ﷺ نے بار بار یہی فرمایا: ”مجھ سے پوچھو۔“

عبداللہ بن حزامہ بھی کھڑے ہوئے اور عرض کی: ”میرا باپ کون ہے؟“ فرمایا: ”حذافہ۔“

آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ”پوچھو۔“

تب حضرت عمر رضی اللہ عنہما دونوں ہو کر بیٹھے اور عرض کی: ”ہم اللہ کے رب اسلام کے دین اور محمد (ﷺ) کے نبی ہونے پر راضی ہو گئے۔“

اس وقت آپ ﷺ خاموش ہو گئے، اس کے بعد فرمایا: ”جنت اور دوزخ میرے سامنے ابھی دیوار کے گوشے میں لائی گئیں ایسی عمدہ اور مکروہ چیز میں نے کبھی نہیں دیکھی۔“

(صحیح بخاری جلد 1 صفحہ 77 کتاب مواقیات الصلوٰۃ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی پاکستان) یہ دونوں احادیث مہارکہ نبی کریم ﷺ کے ”علم غیب شریف“ پر پختہ دلیل ہیں۔

☆ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمہ اللہ نے کیا خوب فرمایا:

سر عرش پر ہے تیری گزر دل فرش پر ہے تیری نظر ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

☆ علامہ محمد اقبال رحمہ اللہ نے کیا خوب فرمایا:

لوح بھی تو، قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب گنبد آگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

☆ حضرت سواد بن قارب رحمہ اللہ نے کیا خوب فرمایا:

فأشهد ان الله لا رب غيره
وانك مأمون على كل غائب

ترجمہ: ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی رب نہیں ہے اور آپ ﷺ کو ہر قسم کے غیبوں کا امین بنایا گیا ہے۔“

نبی کریم ﷺ نے منبر پر جلوہ افروز ہو کر سب سے پہلے قیامت کا ذکر فرمایا: معلوم ہوا کہ آپ ﷺ قیامت کے متعلق سب کچھ جانتے ہیں۔ تب ہی تو آپ ﷺ نے ”چیلنج“ فرمایا کہ میں اسی وقت بتاؤں گا۔

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ جبرائیل امین کے بھی محتاج نہیں کہ وہ وحی لے کر آئیں گے تو پھر بتاؤں گا۔ بلکہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے مستفیض ہیں۔ گویا کہ میرے آقا کے سامنے مشرق و مغرب شمال و جنوب، تحت و فوق کے تمام حجابات اٹھالیے

گئے ہیں تمام فاصلے سمٹ کر رہ گئے ہیں۔

☆ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ نے سچ فرمایا ہے:

سر عرش پر ہے تیری گزر دل فرش پر ہے تیری نظر ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

اور

یہی وہ علم ہے علم لدنی جس کو کہتے ہیں یہی وہ غیب ہے ”علم غیب“ سنی جس کو کہتے ہیں

اور

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا جب نہ خدا ہی چھپا تم یہ کروڑوں درود

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی یہ نیاز مند انہ گذارش ثابت کرتی ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے رب ہونے پر راضی ہو گئے، اس لحاظ سے کہ اس نے اپنے محبوب ﷺ کو بے پناہ کمالات اور علوم و معارف سے سر بلند فرمایا، اسلام مذہب حق ہونے پر راضی ہو گئے اس لیے کہ یہ نبوت و رسالت کی تعلیم کرنے اور اس کے تمام تر شکوتوں اور عظمتوں کو بدل سے تسلیم کرنے کا نام ہے۔

مغز قرآن روح ایمان جان دین

ہمب جب رحمۃ اللعالمین ﷺ

حضرت محمد ﷺ کے نبی ہونے پر اس لئے راضی ہو گئے کہ آپ شان الہی کے مرکز ہیں اور تمام علوم غیبیہ اور معارف دینیہ کے عالم ہیں۔

ان پہ کتاب اتری تبارک لکھ شے
تفصیل جس میں ماعبر ماعبر کی ہے

اور

عرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھر یرا تیرا

**حضور نبی کریم ﷺ نے کائنات کی ابتداء سے لے کر
کائنات کی انتہا تک کی خبریں دے کر اپنا میلاد منایا:**

☆ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

صلى بنا رسول الله ﷺ الفجر. وصعد المنبر فخطبنا حتى
حضرت الظهر فنزل فصلى ثم صعد المنبر فخطبنا حتى
حضرت العصر ثم نزل فصلى ثم صعد المنبر فخطبنا حتى
غربت الشمس فاخبرنا بما كان وبما هو كائن قال: فاعلمنا
أحفظنا.

ترجمہ: ”نبی کریم ﷺ نے نماز فجر میں ہماری امامت فرمائی اور منبر پر جلوہ
افروز ہوئے اور ہمیں خطاب فرمایا۔ یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا پھر
آپ ﷺ نیچے تشریف لے آئے، نماز پڑھائی اس کے بعد پھر منبر پر تشریف
لائے اور نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ یہاں تک کہ سورج ڈوب
گیا۔ پس آپ ﷺ نے ہمیں ہر اس بات کی خبر دے دی جو جو آج تک
وقوع پذیر ہو چکی تھی اور قیامت تک ہونے والی تھی۔“ حضرت عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”ہم میں زیادہ جاننے والا وہی ہے جو سب سے زیادہ

حافظہ والا تھا۔“

(صحیح مسلم، کتاب المغتن و اشراط الساعة، باب: اخبار النبی ﷺ فیما یكون الی قیام الساعة، رقم الحدیث
2892۔ جامع ترمذی، کتاب المغتن عن رسول اللہ ﷺ، باب: ما جاء ما أخبر النبی ﷺ اصحابہ
عن کائن الی یوم القیامة، رقم الحدیث 2191۔ صحیح ابن حبان، جلد 15، صفحہ 9، رقم الحدیث 6638
مستدرک حاکم علی المستحسین، جلد 4، صفحہ 5533، رقم الحدیث 8498۔ مسند ابویعلیٰ موصلی، جلد 17
صفحہ 28، رقم الحدیث 46۔ المعجم الکبیر لطبرانی، جلد 17، صفحہ 28، رقم الحدیث 46۔ الا حادو الاثرانی

**حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی محفل میں صحابہ کرام
رضی اللہ عنہم کے سامنے اپنے وسیع علم کا اظہار کر کے اپنا میلاد
منایا:**

☆ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أتانی ربی فی احسن صورة فقال: یا محمد، قلت لبیک وسعد
یک، قال: فیما یختصم الملا الاعلی، قلت ربی لا ادری فوضع
یدہ بین کتفی، حتی وجدت بردها بین ثدیی فعلمت ما بین
المشرق والمغرب

”(معراج کی رات) میرا رب میرے پاس (اپنی شان کے لائق) نہایت حسین
صورت سے آیا اور فرمایا: ”یا محمد“

میں نے عرض کیا: ”میرے پروردگار! میں حاضر ہوں بار بار حاضر ہوں۔“

فرمایا: ”عالم بالا کے فرشتے کس بات میں جھگڑتے ہیں؟“

میں نے عرض کیا: اے میرے رب پروردگار! میں نہیں جانتا۔“

پس اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا اور

میں نے اپنے سینے میں ٹھنڈک محسوس کی۔ اور میں سب کچھ جان گیا جو کچھ مشرق

و مغرب کے درمیان ہے۔“

(ترمذی، کتاب: تفسیر القرآن عن رسول اللہ ﷺ، باب: سورة من، رقم الحدیث 323۔ سنن دارمی
کتاب الروایا، جلد 2، صفحہ 170، رقم الحدیث 2149۔ مسند احمد، جلد 1، صفحہ 368، رقم
الحدیث 3484، جلد 5، صفحہ 44، رقم الحدیث 33258۔ المعجم الکبیر لطبرانی، جلد 5، صفحہ 290، رقم
الحدیث 8117، جلد 20، صفحہ 109، رقم الحدیث 216۔ المسند للروایانی، جلد 1، صفحہ 429، رقم
الحدیث 2، صفحہ 299، رقم الحدیث 1241۔ مسند ابویعلیٰ، جلد 4، صفحہ 475، رقم الحدیث 26)
(مصنف ابن شیبہ، جلد 6، صفحہ 313، رقم الحدیث 31706۔ الا حادو جلد 5، صفحہ 49، رقم

الحديث 2585 - المسند لعبد بن حميد جلد 1 'صفحة 228' - السنة لابن عاصم جلد 1 'صفحة 33' رقم
الحديث 4 6 5 'قال اسناد حسن وثقات' - السنة لعبد الله بن احمد جلد 2 'صفحة 8 9 4' رقم
الحديث 1121 - نوادر جلد 3 'صفحة 120' - الترغيب والترهيب للمذري جلد 1 'صفحة 159' - التحصية
لابن عبد البر جلد 24 'صفحة 323' - مجمع الزوائد جلد 7 'صفحة 186-187' -

تذکرہ منصب ملکیت اور محفل میلاد:

☆ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا ایک خصوصی منصب "زمین و آسمان کے خزانوں کا

مالک ہونا" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے بیان فرما کر اپنا میلاد منانا۔ چنانچہ

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بعثت بجوامع الكلم ونصرت بالرعب وبينا انا نائم رايتني
اتيت بمفاتيح خزائن الارض فوضعت في يدي.

ترجمہ: "میں جامع کلمات کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہوں اور رعب کے ساتھ

میری مدد کی گئی ہے اور جب میں سویا ہوا تھا اس وقت میں نے دیکھا کہ زمین

کے خزانوں کی کنجیاں میرے لیے لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں تھما دی گئیں"

(صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالكتاب والسنة باب قول النبي ﷺ بعثت بجوامع الكلم جلد 6

صفحة 2654 رقم الحديث 6845 کتاب الجهاد باب قول النبي ﷺ نصرت بالرعب مسيرة شهر رقم

الحديث 2815 کتاب التعمير باب المصانع في البدر رقم الحديث 6611 - صحيح مسلم جلد 1

صفحة 199 - مشکوٰۃ المصابيح 'صفحة 512 - سنن کبریٰ جلد 3 'صفحة 3' رقم الحديث 9867-7575 -

صحیح امام احمد بن حنبل جلد 2 'صفحة 277' رقم الحديث 6363 - مسند ابوعوانہ جلد 1 'صفحة 330' رقم

الحديث 1170 - شعب الایمان للکرمی جلد 1 'صفحة 161' رقم الحديث 139)

نبی کریم ﷺ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے زمین کے سارے

خزانوں کا مالک بنایا ہے اور مالک بھی اختیار والا آپ ﷺ جس کو جو چاہیں عطا فرمادیں۔

☆ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمہ اللہ نے کیا خوب فرمایا:

لا ورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا

بقي ہے کوئیں میں نعمت رسول اللہ کی

☆ حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ نے کیا خوب فرمایا:

کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے

ہر کار بنایا تمہیں مختار بنایا

بے یار و مددگار جسے کوئی نہ پوچھے

ایسوں کا تمہیں یار و مددگار بنایا

☆ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے تمام روئے زمین کو سمٹ دیا اور میں نے

اس کے تمام مشارق و مغارب کو دیکھ لیا اور جو زمین میں میرے لئے سمیٹ دی

گئی تھی عنقریب میری امت کی حکومت وہاں پہنچے گی اور مجھے سرخ اور سفید دو

خزانے دیے گئے اور میں نے اپنی امت کیلئے اپنے رب سے سوال کیا کہ وہ

اس کو قحط سالی سے ہلاک نہ کرے اور ان کے علاوہ ان پر کوئی اور دشمن مسلط نہ کیا

جائے جو ان سب کی جانوں کو مباح کرے۔ اور بیشک میں نے تمہاری امت

کیلئے فیصلہ کر دیا ہے کہ ان کو عام قحط سالی سے ہلاک نہیں کروں گا اور وہ ان کے

اوپر کوئی ایسا دشمن مسلط نہیں کروں گا جو ان کی جانوں کو مباح کرے خواہ ان

کے خلاف تمام روئے زمین کے لوگ جمع ہو جائیں۔ ہاں اس امت کے بعض

لوگ بعض دوسروں کو ہلاک کر دیں گے اور بعض بعض کو قید کریں گے۔"

(صحیح مسلم جلد 2 'صفحة 390' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی پاکستان - مشکوٰۃ المصابيح 'صفحة 512'

مطبوعہ مطبع مہتابی لاہور پاکستان)۔

ایک اہم علمی نکتہ:

☆ حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان عالی شان "زوی لی الارض" کی شرح میں

حضرت ملا علی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

"ساری زمین حضور ﷺ کے سامنے کردی گئی جس طرح دیکھنے کے سامنے

آئینہ ہوتا ہے۔“ (مرآۃ المفاتیح)

☆ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح لکھتے ہیں کہ:

”حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرق و مغرب کی سلطنت عطا فرمائی گئی“ (افقہ الممعات)

☆ حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ یہ دونوں اقوال نقل کرنے کے بعد تحریر

فرماتے ہیں کہ:

”اس سے معلوم ہوا کہ زمین و آسمان مشرق و مغرب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں بھی ہیں اور تصرف میں بھی۔ سہل دینے اور دکھا دینے سے یہ دونوں باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ حاضر و ناظر کا یہ ہی معنی ہے۔ مشرق و مغرب دیکھنے کا معنی یہ ہے کہ میں نے ساری زمین دیکھ لی اس کا کوئی زرہ چھپا نہیں رہا۔ یہاں سمیت دینے کا ذکر تو ہوا ہے مگر بعد میں چھپا لینے کا ذکر نہیں جس سے معلوم ہوا کہ کائنات اب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہے۔“

(مرآۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد 8 صفحہ 30)

☆ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اعطیت مالہ یعط احد من الانبیاء قلنا یا رسول اللہ ما هو؟
قال نصرت بالرعب واعطیت مفاتیح الارض وسمیت
احمد وجعل لی التراب طهورا وجعلت امتی خیر الامم۔

ترجمہ: ”مجھے وہ کچھ دیا گیا ہے جو انبیاء میں کسی کو نہیں ملا۔“

ہم نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کیا ہے؟“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”رعب سے میری مدد کی گئی اور مجھے زمین کی چابیاں عطا کی گئیں اور میرا نام احمد رکھا گیا“ میرے لئے مٹی کو پاک بنایا گیا اور میری امت کو سب سے بہتر امت بنایا گیا۔“

(مصنف عبدالرزاق جلد 7 صفحہ 411 کتاب الفضائل)

☆ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا:

او تیت مفاتیح کل شیء

ترجمہ: ”مجھے ہر چیز کی کنجیاں دے دی گئی ہیں“

(مسند امام احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 86۔ الجامع الصغیر جلد 1 صفحہ 110۔ السراج المنیر جلد 2 صفحہ 79)

☆ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم وجہدیں علی الصفا فاتاہ
اسرافیل فقال ان اللہ سمع ما ذکرک فبعثنی الیک بمفاتیح
خزائن الارض۔

ترجمہ: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جبریل امین ایک دن صفا (کی پہاڑی) پہ تھے پھر آپ کے پاس حضرت اسرافیل آئے اور کہا: ”بے شک جو آپ نے ذکر کیا اللہ نے اسے سن لیا تو اس نے مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دے کر آپ کی طرف بھیجا ہے۔“

☆ حضرت ابن طاووس رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نصرت بالرعب واعطیت الخزائن وخیرت بین انی ابقی حتی
اری ما یفتح علی امتی و بین التعجیل فاخترت التعجیل۔
ترجمہ: ”میری رعب سے مدد کی گئی ہے اور مجھے جو امع کلمات عطا کئے گئے ہیں اور مجھے خزانے عطا فرمائے گئے ہیں اور مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ میں اتنی دیر تک باقی ہوں حتیٰ کہ دیکھ لوں کہ میری امت پر کیا فتوحات ہوئی ہیں یا جلدی چلا جاؤں تو میں نے پہلے ہی چلے جانے کو پسند کیا ہے۔“

(سنن کبریٰ جلد 7 صفحہ 48)

☆ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا:

زویت لی الارض حتی رأیت مشارقها ومغاربها واعطیت
الکنزین الاصفرو الاحمر الابيض یعنی الذهب والفضة.
ترجمہ: ”میرے لیے زمین کو لپیٹ دیا گیا یہاں تک کہ میں نے اس کے
مشارق ومغارب دیکھ لئے اور مجھے پیلے سرخ اور سفید خزانے یعنی سونے اور
چاندی کے خزانے دیئے گئے ہیں۔“

(سنن ابن ماجہ ابواب الفتن باب ما یكون الفتن صفحہ 296 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)
☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
”مجھے چھ چیزوں کی وجہ سے دوسرے انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے مجھے جوامع
الکلم عطا ہوئے رعب سے میری مدد کی گئی اس دوران کہ میں سورہا تھا زمین
کے خزانوں کی چابیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھوں میں رکھ دی گئیں مجھے تمام
لوگوں کی طرف بھیجا گیا۔ میرے لئے نفیمتوں کو حلال کیا گیا اور میرے ساتھ
نبوت کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔“ (مسند سراج صفحہ 175 رقم الحدیث 492)
فائدہ: اس روایت کے حاشیہ میں مخالفین میلاد کے محقق العصر مولانا ارشاد الحق
اثری نے اس کی اسناد کو صحیح قرار دیا ہے۔

ایک غلط فہمی کا تحقیقی ازالہ:

مخالفین اباسنت اکثر یہ شوشہ چھوڑتے ہیں کہ ”خزانوں کی چابیاں“ ملنے کا واقعہ حالت
بیداری کا نہیں بلکہ خواب کا ہے۔ لہذا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مالک ومختار ہونے پر دلیل نہیں
بن سکتا۔“

ان حضرات سے گزارش ہے کہ یہ خواب کسی ایرے غیرے کا نہیں کہ جس کا کوئی
اعتبار نہ کیا جائے، بلکہ یہ امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب ہے۔

انبیاء علیہم السلام کے خوابوں کی شرعی حیثیت:

یہ بات یاد رہے کہ انبیاء علیہم السلام کے خواب وحی الہی ہوتے ہیں۔

☆ حضرت عبید بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رئویا الانبیاء وحی

”انبیاء علیہم السلام کے خواب وحی خداوندی ہیں“

(صحیح بخاری جلد 1 صفحہ 25 کتاب الوضوء)

یہ تھا مخالفین کی غلط فہمی کا تحقیقی جواب اب ہم اس کا ایک الزامی جواب بھی دیے
جاتے ہیں تاکہ کوئی دقیقہ بھی فروگزاشت نہ رہے۔

ہم کہتے ہیں کہ اگر آپ خواب کی بات کو معتبر تسلیم نہیں کرتے تو پھر نمازوں کیلئے اذان
دینا بھی چھوڑیں چونکہ وہ بھی خواب میں ملتی تھی۔

اگر صاحب بہادر یہ جواب دیں کہ چونکہ اس کی تائید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیداری
میں کر دی تھی لہذا یہ حجت ہے۔

تو ہماری عرض یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ احادیث بیداری میں جاگتے
ہوئے ہی بیان فرمائی تھیں اگر غلط ہوتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا رد فرما دیتے۔

یوں نظر نہ دوڑانہ برچھی تان کر

اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

”بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر (میدان احد کی طرف) نکلے پھر آپ

نے احد کے شہیدوں پر میت کی دعا کی طرح دعا فرمائی اس کے بعد منبر پر چلوہ

افروز ہوئے اور فرمایا: ”میں تمہارا پیش رو ہوں اور میں تم پر گواہ (یعنی تمہارے

احوال سے باخبر) ہوں۔ اللہ کی قسم! میں اس وقت بھی اپنے حوض (کوثر) کو دیکھ

رہا ہوں، اور بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئی ہیں۔ اور

خدا کی قسم! مجھے تم پر خوف نہیں کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے، اور اس بات کا خطرہ ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرنے لگو گے۔“

(صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب الصلوة علی الشہید، جلد 1، صفحہ 179، رقم الحدیث 1279، المنقب، باب علامات النبی، جلد 1، صفحہ 508، رقم الحدیث 1401، کتاب المغازی، احادیث جلد 2، صفحہ 585، رقم الحدیث 3857، کتاب الرقاق، باب ما سجد زہرۃ الدنیا، جلد 2، صفحہ 951، رقم الحدیث 6296، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی پاکستان مسلم، کتاب الفضائل، باب اثبات الخوض، جلد 2، صفحہ 250، رقم الحدیث 2296، امام احمد بن حنبل، جلد 4، صفحہ 149، صفحہ 153، صحیح ابن حبان، جلد 7، صفحہ 473، رقم الحدیث 3148، جلد 8، صفحہ 18، رقم الحدیث 3224)۔

حدیث مذکورہ سے حاصل ہونے والے دو اہم نکات:

اس حدیث مبارکہ سے حضور نبی کریم ﷺ کا مالک و مختار ہونا تو روزِ روشن کی طرح ہے اس کے علاوہ بھی اس سے دو اہم نکات ظاہر ہوتے ہیں۔

(1) اس حدیث مبارکہ کے الفاظ ”ثم انصرف الی المنبر“ (”پھر آپ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے“) سے ایک سوال ذہن میں ابھرتا ہے کہ کیا قبرستان میں بھی منبر ہوتا ہے؟

منبر تو خطبہ دینے کیلئے مساجد میں بنائے جاتے ہیں وہاں تو کوئی مسجد نہ تھی، صرف شہدائے احد کے مزارات تھے اس وقت صرف مسجد نبوی ﷺ میں ہی منبر ہوتا تھا۔ اس لیے شہدائے احد کی قبور پر منبر کا ہونا بظاہر ایک ناممکن سی بات نظر آتی ہے۔

مگر درحقیقت حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر شہدائے احد کے قبرستان میں منبر نصب کرنے کا اہتمام کیا گیا، جس کا مطلب ہے کہ منبر شہر مدینہ سے منگوا یا گیا یا پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ساتھ ہی لے کر گئے تھے۔ قابل غور بات یہ ہے کہ اتنا اہتمام کس لئے کیا گیا؟ یہ سارا اہتمام و انتظام حضور نبی اکرم ﷺ کے فضائل و مناقب بیان کرنے کیلئے منعقد ہونے والے اجتماع کیلئے تھا۔ جسے نبی کریم ﷺ خود منعقد فرما رہے تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس نورانی اجتماع میں نبی کریم ﷺ نے تحدیثِ نعمت کے طور پر اپنا

شرف اور فضیلت بیان فرمائی جس کے بیان پر پوری حدیث مشتمل ہے۔ اس طرح یہ حدیث جلسہ میلادِ مصطفیٰ ﷺ کے انعقاد کی واضح دلیل ہے۔

اور اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے شرف و فضیلت کو بیان کرنے کے لئے اجتماع کا اہتمام کرنا خود سنتِ رسول ﷺ ہے۔ لہذا میلادِ مصطفیٰ ﷺ کی محافل سجانا اور جلسوں کا اہتمام کرنا مقتضائے سنتِ رسول ﷺ ہے۔ آج کے پر فتن دور میں ایسی محافل و اجتماعات کے انعقاد کی ضرورت پہلے سے کہیں بڑھ کر ہے۔ تاکہ امت کے دلوں میں تاجدارِ کائنات ﷺ کا عشق و محبت نقش ہو اور لوگوں کو آپ ﷺ کی تعلیمات اور اسود حسنہ پر عمل کرنے کی ترغیب دی جائے۔

(2) سرورِ دو عالم ﷺ نے اپنی ذات پر اللہ تعالیٰ کے بے پایاں انعامات کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم کے ذریعے صدیوں کے نقاب الٹ دیا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم شرک سے محفوظ رہو گے، ہاں دنیا کے حصول میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کرو گے۔ جس کا نتیجہ تباہی و بربادی ہے۔ تو جب سرکارِ اعظم ﷺ ہی مطمئن ہیں کہ میری امت شرک سے محفوظ رہے گی، مگر مسلمانوں پر شرک کے فتوے لگانے والے معلوم نہیں کیوں بے چین ہیں؟ انہیں ہر دوسرا آدمی شرک کیوں نظر آتا ہے؟

امتِ مسلمہ کے شرک نہ کرنے پر نبی کریم ﷺ کے واضح فرمان ہونے کے باوجود جو امتِ مسلمہ پر شرک کا فتویٰ لگائے اس کے متعلق بھی ذرا نبی کریم ﷺ کا فرمان مبارک سن لیجئے۔

سُنَّیْ مُسْلِمَانُوں کو مشرک کہنے والے رسول اللہ ﷺ

کی نظر میں:

☆ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”وہ کام جن کے بارے میں میں تم پر اندیشہ رکھتا ہوں، خوف زدہ ہوں اور ان

میں سے ایک یہ ہے کہ ایک آدمی قرآن پڑھے گا حتیٰ کہ جب اس کی رونق اس پر نمایاں ہوگی اس پر چادر لپٹی ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس کو جدھر چاہے گالے جائے گا۔ اور اس کو پس پشت پھینک دے گا اور وہ اپنے پڑوسی پر تلوار کے ساتھ حملہ کرے گا اور اسے مشرک کہے گا۔“

حضرت حذیفہ کہتے ہیں کہ ”میں نے عرض کیا، ان دونوں میں سے کون ہوگا؟“ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”دوسرے کو مشرک کہنے والا خود مشرک ہونے کا حق دار ہوگا۔“ (تفسیر ابن کثیر جلد 1 صفحہ 265)

بات بات پر سنی مسلمانوں پر شرک کے فتوے لگانے والوں کو یہ حدیث مبارکہ سن کر ہوش کے ناخن لینے چاہئے کہ وہ اہل اسلام پر مشرک ہونے کا فتویٰ لگا کر کہیں خود تو مشرک نہیں بن بیٹھے؟

اے چشم شعلہ بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر تو نہیں

مشرک ساز مفتیوں پر حضرت عبداللہ ابن عمر کا فتویٰ:

اس زمانے کے خارجی ملا و مفتی سنی مسلمانوں کو مشرک ثابت کرنے کیلئے ان پر دو آیات چسپاں کرتے ہیں جو کافروں اور ان کے بتوں کے متعلق نازل ہوئیں تھیں۔

بخاری شریف میں موجود ہے کہ: ”عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما خارجیوں کو بدترین مخلوق جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ لوگ قرآنی آیات جو کافروں کے متعلق نازل ہوئی ہیں مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔“

(صحیح بخاری جلد 2 صفحہ 102)

نبی کریم ﷺ نے اپنی اہم خصوصیت ”قاسم نعمت ہونا“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے بیان کر کے اپنا میلاد منایا:

☆ حضرت سیدنا معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من یرد اللہ بہ خیرا یفقهہ فی الدین وانما انا قاسم واللہ یعطی ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرمادیتا ہے اور بے شک تقسیم کرنے والا میں ہی ہوں جبکہ اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے“

(صحیح بخاری جلد 1 صفحہ 16 کتاب العلم باب من یرد اللہ بہ خیرا یفقهہ فی الدین رقم الحدیث 71 کتاب قرض المس باب قول اللہ تعالیٰ فان اللہ غفیر و للرسول رقم الحدیث 2948 کتاب القام بالکتاب والسنۃ باب قول النبی ﷺ لا تزال طائفت من امتی ظاہرین علی الحق لا یضرهم من خالفهم رقم الحدیث 1037 جامع ترمذی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما رقم الحدیث 2645 سنن ابن ماجہ عن معاویہ وابو ہریرۃ رضی اللہ عنہما: المقدمۃ باب فضل العلماء والوصی علی طلبہ العلم رقم الحدیث 220 سنن کبریٰ للنسائی کتاب العلم باب فضل العلم جلد 3 صفحہ 425 رقم الحدیث 5839 موطا امام مالک رقم الحدیث 1599 مسند امام احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 234 رقم الحدیث 793 سنن دارمی جلد 1 صفحہ 85 رقم الحدیث 224-225)

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
رزق اس کا ہے دلاتے یہ ہیں
إِنَّا آعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ
ساری کثرت پاتے یہ ہیں

تشریح و توضیح:

ہمارے پیارے آقا والی کائنات تاجدار انبیاء دو عالم کے داتا حضرت محمد

مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حبیب اور تمام مخلوق میں سب سے زیادہ اس کے قریب ہیں محبت کا تقاضا یہ ہے کہ محب اپنے محبوب سے کوئی چیز روک نہ رکھے اور کسی شے سے اسے محروم نہ کرے۔ اس کی ہر ضرورت پوری کرے۔

آخر خدا تعالیٰ سے بڑھ کر محبت کے تقاضوں کو کون پورا کر سکتا ہے؟ الفت کے لوازمات کو اس سے زیادہ کون ادا کر سکتا ہے؟ پیار کی چاہتوں کو اس سے بہتر کون بروئے کار لاسکتا ہے؟

کیونکہ اس سے بڑا جواد فیاض اور کرم فرما کوئی نہیں یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنے محبوب کی محبت کے تمام تقاضے پورے کرتے ہوئے سرور کائنات ﷺ پر اس قدر عنایتیں اور نواشیں فرمائیں اور احسان، انعام، کرم، فضل، بخشش اور رحمت کے دروازے کھول دیئے ہیں کہ کائنات بھر میں کوئی ان کا اندازہ احاطہ، احصاء اور شمار نہیں کر سکتا۔ صرف یہی نہیں کہ اس نے حضور نبی اکرم ﷺ کو بے شمار ان گنت بے حساب اور لاتعداد نعمتیں عطا فرمادیں اور پھر رک گیا؟

نہیں نہیں! بلکہ قرآن مجید میں اس نے محبوب ﷺ کو دیئے گئے خزانوں کے جگہ جگہ دھندورے پیٹے ہیں۔ موقع بموقع دھو میں مچاکی ہیں، گا ہے گا ہے واشگاف الفاظ میں اعلانات کر دیئے ہیں تاکہ محبوب کے دیوانے، مستانے، پروانے آپ ﷺ کا نام لینے والے، سب کچھ محبوب ﷺ کو سمجھنے والے، ان کے غلام، نیاز مند، جاثار، امتی، کلمہ گو اور عشاق اس حقیقت کو بغوش محبت سن لیں اور چشم عقیدت پڑھ لیں اور ذہن نشین کر لیں کہ خدائے لم یزل نے ہمیں جو محبوب و مطلوب عطا فرمایا ہے وہ بے اختیار، تہی دامن اور خالی ہاتھ نہیں بلکہ منبع برکات و فیوض اور عالم ماکان و مایکون ہے اللہ تعالیٰ کے خزانوں کا مالک و مختار بن کر آیا ہے۔

ہم تنگ دستوں، فاقہ مستون اور بے سروسامان لوگوں کو اگر ضرورت اور حاجت ہو تو پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں بارگاہ رسالت سے رابطہ استوار کر لو، درنہوت پر دست

سوال دراز کر لو، عرض مدعا کرو تو سہی وہ لچپال اور بندہ پرور ہیں ہم پر حریمیں اور رؤف و رحیم ہیں۔ لہذا ضرور کرم فرمائیں گے۔
☆ بقول اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ۔

لطف ان کا عام ہو ہی جائے گا
شاد ہر ناکام ہو ہی جائے گا
ساکو دامن سخی کا تمام لو
کچھ نہ کچھ انعام ہو ہی جائے گا
مفلو ان کی گلی میں جا پڑو
باغ خلد اکرام ہو ہی جائے گا

بلکہ قرآن مجید میں ایک مقام پر تو کھلے بندوں گنہگاروں کو در محبوب پر جانے کی یوں ترغیب دی ہے۔

☆ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ

”اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! تمہارے حضور حاضر ہوں“

اس آیت میں مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ محبوب کے دروازے پر پہنچ جائیں بارگاہ رسالت میں حاضر ہو جائیں اور ادھر محبوب کو حکم فرمایا:

وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ ⑤

”اور مسگتے کو نہ جھڑکو“

مطلب یہ ہے کہ محبوب ہم نے اپنی مخلوق اور تیری امت کو تیرے درکار راستہ دکھا دیا ہے۔ تجھ سے مانگنے کا طریقہ سکھا دیا ہے۔ تیری بارگاہ میں آ کر کاسہ گدائی دراز کرنے کا سلیقہ بتا دیا ہے۔ اور:

وَوَجَدَكَ عَابِلًا فَأَغْلَى ⑥

(الضحیٰ: 8)

”اور تمہیں حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا“

کے مطابق میں نے تجھے غنی، سخی اور بندہ پرور بنا دیا۔ جب تیرے غلام۔ تیرے امتی۔ اور تیرے نیاز مند تیری بارگاہ میں آکر اپنا مدعا پیش کریں۔ جو بھی آکر طلب کریں تو نے انہیں جھڑکنا نہیں ان سے کچھ روکنا نہیں، انہیں ٹوکنا نہیں، ان پر ناراضگی کا اظہار نہیں فرمانا، بلکہ وہ جو مانگیں انہیں عطا فرما دینا، کیونکہ تیرے خدا نے تجھ پر اپنے خزانوں کے منہ کھول دیئے ہیں۔

مجرم بلائے آئے ہیں جاؤ دک ہے گواہ

پھر رد ہو کب یہ شان کریوں کے در کی ہے

چنانچہ میرے محبوب نے اپنے غلاموں، اپنے دیوانوں اور گدا گروں کو گاہے گاہے بتانا شروع کر دیا کہ مجھے خدا نے ان گنت خزانوں کا مالک بنا دیا ہے۔ بلکہ خزانوں کی چابیاں ہی میرے ہاتھ میں تھما دی ہیں، مجھے سرخ و سفید خزانوں کی ملکیت دے دی ہے۔ مجھے خزانچی اور تقسیم کرنے والا بنا دیا ہے۔

تو پھر کیا تھا ان ارشادات نبویہ کو سنتے ہی شیعہ رسالت کے پروانے مسرت سے جھوم اٹھے، وجد کرنے لگے جس نے سنا وہ دست سوال دراز کیے، جھولیاں کھولے، کاسہ گدائی اٹھائے، کشکول بھیک پھیلائے، در رسول کی طرف اٹھ کھڑے ہوئے، دیکھتے ہی دیکھتے در محبوب پہ گدا گروں، منکوں اور سواہیوں کی بھیڑ لگ گئی۔ ایک اڑدھام کثیر اور گروہ کبیر آ موجود ہوا ہر کوئی اپنی حاجت طلب کرنے لگا، اپنی ضرورت بتانے لگا، اپنی مشکل سنانے لگا، لیکن محبوب نے کسی کو خالی نہ لوٹایا، بعض کو ان کے کہنے پر نواز اور بعض کو خود مانگنے کا ڈھب سکھا کر مالا مال کر دیا۔

جب اس محبوب جباری نے کرم فرمائی کا حق ادا کرتے ہوئے کائنات کو نواز اور خوب نواز، پھر تو مانگنے والوں میں جہاں تک انسان دکھائی دے رہے تھے، وہاں حیوانات کی قطاریں بھی نظر آنے لگیں اور ہر کوئی کہہ رہا تھا:

دیکھا جو ان کو بانٹتے میں نے بھی بڑھ کر شوق سے

دست عطا کے سامنے دست طلب بڑھا دیا

اور جب اس کریم نے ان کی اوقات سے بڑھ کر نواز تو ہر کسی کی زبان پر یہ نعرہ تھا:

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے

دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

اور کوئی یہ کہہ رہا تھا:

”بھر بھر کے دیا اور اتنا دیا دامن میں ہمارے سمایا ہی نہیں“

اور کوئی یہ کہہ رہا تھا:

منگتے خالی ہاتھ نہ لوئے کتنی ملی خیرات نہ پوچھو

ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے ان کے کرم کی بات نہ پوچھو

دین و دنیا کی ساری نعمتیں علم، ایمان، مال اور اولاد وغیرہ جس کو جوملتا ہے حضور نبی کریم ﷺ کے ہاتھوں سے ملتا ہے۔ کیونکہ مذکورہ حدیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے کوئی قید نہیں لگائی کہ میں فلاں نعمت تقسیم کرتا ہوں اور فلاں نہیں، بلکہ مطلقاً فرما دیا: ”انما انا قاسم“ آپ ﷺ کی تقسیم دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ دنیا و آخرت کی ہر چیز کو لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ چند مثالیں پیش خدمت ہے:

تقسیم مصطفیٰ ﷺ کی چند مثالیں:

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كنت ابیت مع رسول الله ﷺ فانیتہ بوضوء وحاجتہ فقال سل فقلت اسئلك مرافقتك فی الجنة قال او غیر ذالك قلت هو ذاك قال فاعنی علی نفسك بكثرة السجود.

ترجمہ: ”میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس رات کو حاضر رہتا ایک رات حضور ﷺ کیلئے وضو کرنے کیلئے پانی اور ضروریات حاجت لایا پس

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”مانگ کیا مانگتا ہے؟“
میں نے عرض کی: ”میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں مجھے آپ اپنا
ساتھ عطا فرمائیں!“

آپ ﷺ نے فرمایا: ”کچھ اور؟“

میں نے عرض کی: ”میری مراد تو صرف یہی ہے۔“

آپ نے فرمایا: ”تو میری کثرت سجد سے اپنے نفس پر مدد کر۔“

(صحیح مسلم جلد 1، صفحہ 193، سنن نسائی جلد 1، صفحہ 134، سنن ابوداؤد جلد 1، صفحہ 228، المعجم الکبیر
لطبرانی جلد 5، صفحہ 57-58، مسند امام احمد بن حنبل جلد 4، صفحہ 59، مشکوٰۃ المصابیح، صفحہ 84)

اس حدیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے اپنے پیارے صحابی رضی اللہ عنہ کو مانگنے کا حکم
دیا کہ جو تمہارا جی چاہے مانگو دنیا کا سوال کرو یا آخرت کا اس سے معلوم ہوا کہ اللہ نے دنیا و
آخرت کی ہر چیز اپنے پیارے محبوب ﷺ کو عطا فرمادی ہے۔ اور صحابی کا بھی عقیدہ تھا
کہ ہمارے نبی ہر چیز دے سکتے ہیں چاہے ان سے اس جہاں کی چیز مانگیں یا اگلے جہاں
کی۔ اور پھر صحابی نے بھی کوئی دنیا کی چیز نہیں مانگی بلکہ جنت میں آقا علیہ السلام کی رفاقت مانگی
تو آقا علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے میں کیسے دے سکتا ہوں۔
نہیں! بلکہ فرمایا: اس کے علاوہ اور بھی کچھ مانگنا چاہتے ہو تو مانگ لو! آج میرا دریاے
رحمت جوش میں ہے تو صحابی نے کہا بس مجھے یہی کافی ہے اس لئے کہ:

تجھ کو تجھی سے مانگ کر مانگ لی ساری کائنات

مجھ سا کوئی منتگتا نہیں تجھ سا کوئی داتا نہیں

(ماخوذ از حضور ﷺ مالک و مختار ہیں از علامہ ابو الحقائق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی حفظہ اللہ تعالیٰ)

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

”ایک سفر میں ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے کہ پانی کی کمی واقع ہو گئی۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”کچھ بچا ہوا پانی ہے تو لے آؤ۔“

لوگوں نے ایک برتن آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا جس میں تھوڑا سا

پانی تھا۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اس برتن میں ڈالا اور فرمایا: ”پاک
برکت والے پانی کی طرف آؤ اور برکت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔“
میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کی مبارک انگلیوں سے (چشمہ کی طرح)۔
پانی ابل رہا تھا۔ اس کے علاوہ ہم کھانا کھاتے وقت کھانے سے تسبیح کی آواز سنا
کرتے تھے۔“

(صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام، رقم الحدیث 3633۔ مسند امام احمد بن
حنبل جلد 1، صفحہ 460، رقم الحدیث 4393۔ صحیح ابن خزیمہ جلد 1، صفحہ 102، رقم الحدیث 204۔
سنن دارمی جلد 1، صفحہ 28، رقم الحدیث 29۔ مصنف ابن ابی شیبہ جلد 6، صفحہ 316، رقم
الحدیث 31722۔ مسند بزار جلد 4، صفحہ 301۔ المعجم الاوسط للطبرانی جلد 4، صفحہ 384، رقم
الحدیث 4501۔ مسند ابویعلیٰ جلد 9، صفحہ 253، رقم الحدیث 5372)۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا:

”یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ سے بہت کچھ سنتا ہوں مگر بھول جاتا ہوں۔“

تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی چادر پھیلاؤ۔“

میں نے اپنی چادر پھیلا دی۔ آپ ﷺ نے (فضا میں) چلو بھر بھر کر اس

میں ڈال دیئے اور فرمایا: ”اسے سینے سے لگا لو۔“

میں نے ایسا ہی کیا: پس اس کے بعد میں کبھی کچھ نہیں بھولا۔“

(صحیح بخاری، کتاب العلم، باب حفظ العلم، رقم الحدیث 119۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، فضائل ابی
ہریرہ الدوسی رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 3491۔ جامع ترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ ﷺ،
باب مناقب ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 3838۔ مسند ابویعلیٰ جلد 11، صفحہ 121، رقم
الحدیث 6248۔ المعجم الاوسط جلد 1، صفحہ 247، رقم الحدیث 881)

تقسیم میں سخاوت:

ہمارے پیارے آقا ﷺ نہ صرف تقسیم فرماتے تھے بلکہ تقسیم کے ساتھ ساتھ

سخاوت بھی آپ ﷺ کا ایک اہم وصف تھا۔

آپ ﷺ کی سخاوت کا اندازہ کون کر سکتا ہے؟ دیکھیے حضرت ربیعہ کو خود فرما رہے

ہیں مانگ کیا مانگتا ہے؟ اس نے ایک ہی جملہ میں جنت میں آپ ﷺ کی مسائیلیں مانگی یعنی جنت بھی لے لی اور معیت بھی لے لی لیکن یہ عطا کر کے پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کچھ اور بھی مانگ لے بھلا اب کیا چیز رہ گئی ہے جو وہ مانگیں۔

عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کے متعلق بالترتیب فرمایا: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ۔ الخ دنیا کے سخی تو محض روپیہ پیسہ ہی دے سکتے ہیں مگر ہمارے پیارے آقا ﷺ کے بارگاہ کا پہلا نگر ہی جنت ملتا ہے۔ بادشاہوں کے بارگاہ میں منگتے آہی نہیں سکتے اگر آہی جائیں تو ان کی طلب کے مطابق ملتا نہیں کیونکہ ان کی حالت یہ ہوتی ہے کہ:

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم لگے

لیکن دربار مصطفوی ﷺ کا یہ عالم ہے کہ یہاں داتا بار بار پوچھتا ہے کہ اور بھی کچھ مانگ لو۔

گھڑیاں بندھ گئیں ہاتھ تیرا بند نہ ہوا

بھر گئیں جھولیاں نہ بھری دینے سے نیت تیری

☆ جناب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کوفہ میں جاتے ہیں لوگ کہتے ہیں کہ ”حاتم طائی بڑا سخی تھا“۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”کتنا سخی تھا؟“

انہوں نے کہا: ”اس کے بارے میں مشہور ہے کہ اس کے محل میں دس دروازے تھے ایک ہی سائل ہر دروازے سے بار بار آتا، وہ ہر بار عطا کرتا یہ بھی نہ کہتا کہ تو پہلے بھی آیا ہے۔“

تو آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: ”اس کو تم اس کی سخاوت سمجھتے ہو میں کنہوی کہوں گا۔“ وہ کیسے؟

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اس کی ضرورت پوری نہ ہوئی تب ہی تو بار بار آیا۔ میرے نبی ﷺ نے جس کو ایک بار دے دیا اسے ساری عمر دوبارہ مانگنے کی

حاجت نہ ہوئی بلکہ وہ خود داتا بن گیا۔“

منگتے تو منگتے ہیں کوئی شاہوں میں دکھا دو

جس کو میری سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو

آتا ہے فقیروں سے انہیں پیار کچھ ایسا

خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتے کا بھلا ہو

ہم یہ کہتے ہیں کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ دیتا ہے مگر ڈائریکٹ نہیں دیتا۔ دولت کار و بار کے ذریعے دیتا ہے اولاد جماع کے ذریعے دیتا ہے اور جنت ایمان و اعمال کے ذریعے دیتا ہے۔ شفا ڈاکٹر اور حکیم کے ذریعے دیتا ہے اور یہ سب کچھ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذریعے کیونکہ:

لاولارب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا

مٹی ہے کوئین میں نعمت رسول اللہ کی

اگر کسی نے اپنے گناہ معاف کروانے ہوں تو اس کو فرمایا:

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ

”اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! تمہارے حضور حاضر ہوں“

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یا اللہ! ہم نافرمانی تو تیری کریں اور معافی کے لیے جائیں نبی ﷺ کے در پر! اس الٹی منطق کی سمجھ نہیں آتی! تو فرمایا: میرے محبوب کا در کوئی اور در نہیں ہے بلکہ وہ بھی میرا ہی در ہے۔ جس کی ترجمانی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمہ اللہ نے اس طرح کی:

بخدا خدا کا یہی ہے در، نہیں اور کوئی مفر مقرر

جو وہاں سے ہو نہیں آکے ہو، جو یہاں نہیں وہ وہاں نہیں

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو إِنَّا آعْطَيْنَكَ الْكُوثَرَ ﴿١﴾ (الکوثر) فرما کر ہر کامل ہر نعمت کثرت سے عطا فرمادی اور ساتھ ہی یہ فرمایا:

وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَوْهُ (الضحیٰ)

یعنی اے محبوب ﷺ! جب میں نے ہر چیز تجھے عطا کر دی ہے تو جو بھی مانگنے والا آئے اسے دیتے جاؤ جو ایمان مانگنے آئے اسے ایمان دو جو جنت مانگنے آئے اسے جنت دو جو دنیا مانگنے آئے اسے دنیا دو اور جو آخرت مانگنے آئے اسے آخرت دو۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا

نہیں سنا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

بخل یہ ہوتا ہے کہ خود کھائے اور دوسروں کو نہ کھائے شح یہ ہے کہ نہ کھائے اور نہ دوسروں کو کھائے سخاوت یہ ہے کہ خود بھی کھائے اور دوسروں کو بھی کھائے اور جود یہ ہے کہ خود بھوکا رہ کر دوسروں کو کھاتا رہے۔

☆ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس بکریوں کی بھری ہوئی وادی تھی ایک شخص نے کہا، ”یہ ساری مجھے دے دیں تب میری ضرورت پوری ہوگئی۔“

آپ ﷺ نے سب بکریاں اسے دے دیں۔ اس نے اپنے قبیلہ میں جا کر اعلان کیا کہ ”جاؤ محمد ﷺ پر ایمان لاؤ وہ اتنا دیتے ہیں کہ فقر کی فکر ہی نہیں کرتے۔“

(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ 519)

لطف ان کا عام ہو ہی جائے گا

شاد ہر ناکام ہو ہی جائے گا

ساکو دامن سخی کا تمام لو

کچھ نہ کچھ انعام ہو ہی جائے گا

مفسو! ان کی گلی میں جا پڑو

”باغ خلد اکرام ہو ہی جائے گا“

☆ حضور نبی کریم ﷺ نماز پڑھانے کے لئے مصلیٰ پر کھڑے ہوئے کہ ایک

سوالی نے کہا: ”پہلے میری ضرورت پوری کرو۔“

آپ ﷺ نے مصلیٰ چھوڑ کر پہلے اس کی حاجت پوری کی پھر اس کے بعد نماز پڑھائی۔

منگتے خالی ہاتھ نہ لوئیں کتنی ملی خیرات نہ ہو چھو

ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے ان کے کرم کی بات نہ پوچھو

☆ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

”رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ فضل و کرم والے تھے اور رمضان

میں بہت زیادہ سخاوت و عطا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ضرور بھیجی گئی تیز

ہوا سے بھی زیادہ لوگوں کی تمام حاجات کے مطابق عطا و سخا فرماتے تھے۔“

(صحیح بخاری جلد 1 صفحہ 457-458 جلد 1 صفحہ 502-503 جلد 2 صفحہ 891-892)

معلوم ہوا کہ کوئی بھی مانگنے والا آپ ﷺ کی سخاوت سے محروم نہیں رہتا تھا۔

جو منکر ہے ان کی عطا کا وہ یہ بات بتائے تو

کون ہے وہ جس کے دامن میں اس در کی خیرات نہیں

اور

سرکار کا در ہے در شاہاں تو نہیں ہے

جو مانگ لیا وہ مانگ لیا اور بھی کچھ مانگ

اس در پہ یہ انجام ہوا حسن طلب کا

جھولی میری بھر بھر کے کہا اور بھی کچھ مانگ

کیا رسول اللہ ﷺ سے مانگنا شرک ہے؟

بعض لوگ اہل ایمان کو یہ مغالطہ دے کر در رسول ﷺ سے بھگانا چاہتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ سے مانگنا شرک ہے۔ لہذا اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔ ہم کہتے ہیں کہ

ہم نے پچھلے صفحات میں اس حقیقت کو بے نقاب کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے

محبوب ﷺ کو مالک و مختار بنایا ہے۔ زمین و آسمان کی ہر چیز آپ ﷺ کے قبضہ

و اختیار میں ہے تو پھر آپ سے مانگنا کس طرح شرک ہو سکتا ہے؟
☆ حکم خداوندی ہے:

وَأَمَّا السَّائِلُ فَلَا تَنْهَرْهُ ۖ

(الضحیٰ: 10)

”یعنی اے محبوب! مانگنے والے کو نہ جھڑکنا“

☆ اس آیت کریمہ سے یہ مسئلہ روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے مانگنا درست ہے۔ کیونکہ اگر یہ مانگنا شرک ہوتا تو پھر حکم یہ ہوتا کہ مانگنے والوں کو جھڑکنا اور منع کرو۔
☆ اور دوسرے مقام پر تو یہاں تک ارشاد فرمادیا:

وَمَا أَتَاكُمْ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ

(الحشر: 7)

یعنی اے مسلمانو! رسول اللہ ﷺ جو تمہیں عطا کریں، ادا من محبت اور کثکول عقیدت پھیلا کر اسے حاصل کر لو! کیونکہ میں نے اپنے محبوب ﷺ کو دینے والا بنا کر بھیجا ہے۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے

دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

انہی احکامات پر عمل کرتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے متعدد مواقع پر نبی کریم ﷺ سے مانگا اور آپ ﷺ نے انہیں لامحدود عطا کیا۔ جیسا کہ چھپے روایات گزر چکی ہیں۔

تذکرہ بے مثل بشریت اور محفل میلاد:

☆ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی بے مثل بشریت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے بیان کر کے اپنا میلاد منایا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صوم وصال (یعنی عروہ افطاری کے بغیر مسلسل روزے رکھنے) سے منع فرمایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ ﷺ! آپ تو وصال کے روزے رکھتے ہیں۔“
تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنِّي لَسْتُ مِنْكُمْ أَنِي أَطْعَمُ وَأَسْقِي

”میں ہرگز تمہاری مثل نہیں ہوں مجھے تو (اپنے رب کے ہاں) کھلایا اور پلایا جاتا ہے۔“

(صحیح بخاری: کتاب الصوم باب: الوصال ومن قال: ليس في الليل صيام رقم الحديث 1861۔ صحیح مسلم: کتاب الصیام باب: النصی عن الوصال فی الصوم رقم الحديث 1102۔ سنن ابوداؤد: کتاب الصوم باب فی الوصال رقم الحديث 1102۔ سنن الکبریٰ للنسائی: جلد 2، صفحہ 24، رقم الحديث 3263۔ سنن کبریٰ للبخاری: جلد 4، صفحہ 282، رقم الحديث 8157۔ مصنف عبدالرزاق: جلد 4، صفحہ 2168، رقم الحديث 7755۔ صحیح ابن حبان: جلد 8، صفحہ 341، رقم الحديث 3575۔ مسند امام احمد بن حنبل: جلد 2، صفحہ 102، رقم الحديث 5790۔ موطا امام مالک: رقم الحديث 667)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

نہی رسول اللہ ﷺ عن الوصال فی الصوم فقال له رجل من المسلمين: انك تواصل يا رسول الله قال: واياكم مثلي، الى أبيات يطعمني ربي يسقين. (الحديث).

ترجمہ: ”نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صوم وصال رکھنے سے منع فرمایا تو بعض صحابہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا: ”یا رسول اللہ! (ﷺ) آپ خود تو صوم وصال رکھتے ہیں۔“

تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”تم میں سے کون میری مثل ہو سکتا ہے؟ میں تو اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی ہے۔“

(صحیح بخاری: کتاب الحدود باب: حکم استعزیر والادب رقم الحديث 6459، واللفظ لہ کتاب التمنی رقم الحديث 6815۔ صحیح مسلم: کتاب الصیام صفحہ 242، رقم الحديث 3664۔ سنن دارمی: کتاب الصوم باب النصی عن الوصال فی الصوم جلد 2، صفحہ 15، رقم الحديث 1706۔ دارقطنی: جلد 9، صفحہ 332۔ المعجم الاوسط للطبرانی: جلد 2، صفحہ 68، رقم الحديث 1274۔)

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

نہی رسول اللہ ﷺ عن الوصال رحمة لهم فقالوا: انك تواصل! قال: اني لست كهئيتكم اني يطعمني ربي ويسقين ترجمہ: ”رسول اللہ ﷺ نے لوگوں پر شفقت کے باعث انہیں صوم وصال رکھنے سے منع فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: (یا رسول اللہ ﷺ) آپ

تو وصال کے روزے رکھتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: میں تم جیسا نہیں ہوں۔ مجھے تو میرا رب کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم باب: الوصال ومن قال: ليس في الليل صيام رقم الحديث 1863 کتاب التمتني باب: ما يجوز الصوم الحديث 6815 سنن کبریٰ للبیہقی جلد 4 صفحہ 282 رقم الحديث 8161 مسند الحق بن داود جلد 2 صفحہ 168 رقم الحديث 669 جامع العلوم والحکم لابن رجب جلد 1 صفحہ 437)

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

واصل النبي ﷺ آخر الشهر وواصل أناس من الناس فبلغ النبي ﷺ فقال: لو مددني الشهر لو ا وصلت وصلا يمدع المتعمقون تعبه ثم اني لست مثلكم اني اظل يطعمني ربي ويسقني.

ترجمہ: ”نبی کریم ﷺ نے مہینے کے آخر میں سحری و افطاری کے بغیر مسلسل روزے رکھنے شروع کر دیئے۔ جب یہ بات حضور نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر یہ رمضان کا مہینہ میرے لئے اور لمبا ہو جاتا تو میں مزید وصال کے روزے رکھتا تا کہ میری برابری کرنے والے میری برابری کرنا چھوڑ دیتے۔ میں قطعاً تمہاری مثل نہیں ہوں مجھے میرا رب (اپنے ہاں) کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی ہے۔“

(صحیح بخاری کتاب التمتني باب ما يجوز من الصوم في ليلتي: لوالی بکم قوۃ: (عور: 0 7) رقم الحديث 6814 صحیح مسلم کتاب الصیام باب: النهی عن الوصال فی الصوم رقم الحديث 1104 مسند امام احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ 124 رقم الحديث 1227 سنن کبریٰ للبیہقی جلد 4 صفحہ 282 رقم الحديث 8160 مصنف ابن ابی شیبہ جلد 2 صفحہ 330 رقم الحديث 9585 مسند ابی یوسف جلد 6 صفحہ 36 رقم الحديث 3282)

الحمد لله ہمارا السنۃ وجماعت (حنفی بریلوی) کا عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نور بھی ہیں اور بشر بھی۔ نورانیت مصطفیٰ ﷺ کے متعلق احادیث و کچھ صفحات پر گزر چکی

ہیں۔ آپ ﷺ کی بشریت نص قطعی سے ثابت ہے اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ اور آپ ﷺ ہماری طرح بشر نہیں بلکہ بے مثل بشر ہیں۔ جیسا کہ مذکورہ احادیث میں آپ ﷺ نے خود یہ مسئلہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سمجھایا ہے۔

سر سے لے کر پاؤں تک تنویر ہی تنویر ہے
گفتگو سرکار کی قرآن کی تفسیر ہے
موجیرت ہے یہ دنیا مصطفیٰ ﷺ کو دیکھ کر
وہ مصور کیسا ہوگا جس کی یہ تصویر ہے

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی اہم خصوصیت 'آگے اور پیچھے سے یکساں دیکھنا' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے بیان کر کے اپنا میلاد منایا:

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

صلى بنا رسول الله ﷺ يوما ثم انصرف فقال: يا فلان! ألا تحسن صلاتك؟ ألا ينظر المصلي اذا صلى كيف يصلي؟ فانما يصلي لنفسه انى والله! لا بصر من ورائي كما ابصر من بين يدي.

ترجمہ: ”رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہمیں جماعت کے ساتھ نماز پڑھانے کے بعد چہرہ انور پھیرا پھر ایک شخص کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے شخص! تم نے نماز اچھی طرح کیوں نہیں ادا کی؟ کیا نمازی نماز ادا کرتے وقت یہ غور نہیں کرتا کہ وہ کس طرح نماز پڑھ رہا ہے؟ وہ محض اپنے لیے نماز پڑھتا ہے خدا کی قسم! میں تمہیں اپنی پشت کے پیچھے بھی ایسے ہی دیکھتا ہوں جیسا کہ سامنے سے دیکھتا ہوں۔“

(صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب: الامر بتحسين الصلاة واهتمامها وانشوع فيها رقم الحديث 423 سنن نسائی کتاب الامامة باب: الركوع دون الصف رقم الحديث 872 سنن کبریٰ لنسائی جلد 1)

صفحہ 303 'رقم الحدیث 944۔ سنن کبریٰ للبخاری جلد 2، صفحہ 290 'رقم الحدیث 3398۔ سنن صغریٰ للبخاری جلد 1، صفحہ 495 'رقم الحدیث 878۔ مسند ابوعوانہ جلد 2، صفحہ 105۔ الترغیب والترہیب للمندری جلد 1، صفحہ 202 'رقم الحدیث 768۔ شعب الایمان جلد 3، (134)۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَتَمُّو الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ فَوَاللَّهِ إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ بَعْدِ ظَهْرِي إِذَا مَرَّ كَعْتُمْ وَإِذَا مَسَجَدْتُمْ. وَفِي حَدِيثٍ سَعِيدٍ: إِذَا رَكَعْتُمْ وَإِذَا سَجَدْتُمْ.

ترجمہ: "رکوع اور سجود کو اچھی طرح ادا کیا کرو۔ اللہ کی قسم! بیشک میں اپنی پشت کے پیچھے سے بھی تمہارے رکوع و سجود کو دیکھتا ہوں۔"

اور حضرت سعید رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: "میں تمہیں رکوع اور سجود کی حالت میں بھی دیکھتا ہوں۔"

(صحیح بخاری، کتاب الایمان والندو، باب: کیف كانت یحییٰ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحدیث 6268۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب: الامر بخمسین الصلاة انما بحداد الخشوع فیها، رقم الحدیث 425۔ سنن نسائی، کتاب تطہیق، باب: الامر باتمام السجود، رقم الحدیث 1117۔ سنن کبریٰ للنسائی، جلد 1، صفحہ 235، رقم 704۔ مسند امام احمد بن حنبل، جلد 3، صفحہ 115، رقم الحدیث 12169۔ مسند ابویعلیٰ موسلی، جلد 5، صفحہ 341، رقم الحدیث 2971)۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

هَلْ تَرَوْنَ فِيلَتِي هَاهُنَا؟ فَوَاللَّهِ! مَا يَخْفَى عَلَيَّ خُشُوعُكُمْ وَلَا رُكُوعُكُمْ إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي.

ترجمہ: "کیا تم یہی دیکھتے ہو کہ میرا منہ ادھر ہے؟ اللہ کی قسم! مجھ سے نہ تمہارے (داؤں کی) حالت اور ان کا (خشوع و خضوع پوشیدہ ہے اور نہ تمہارے (ظاہری حالت کے) رکوع، میں تمہیں اپنی پشت کے پیچھے سے بھی (اسی طرح) دیکھتا ہوں (جیسے اپنے سامنے سے دیکھتا ہوں)۔"

(صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب: عظمت الامام الناس فی اتمام الصلاة وذكر القبله، رقم الحدیث 408)

کتاب الاذان، باب: الخشوع فی الصلاة، رقم الحدیث 708۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب: الامر بخمسین الصلاة واما محاد الخشوع فیها، رقم الحدیث 424۔ مسند امام احمد بن حنبل، جلد 2، صفحہ 303، صفحہ 365، صفحہ 375، رقم الحدیث 8011، 8756، 8864)۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز ظہر پڑھائی، آخری صفوں میں ایک شخص تھا جس نے اپنی نماز خراب کر دی۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو اسے پکارا:

بِأَفْلَانِ! الْاِتَّقِي اللَّهَ! الْاِتَّقِي كَيْفَ تَصَلِّي! اِنَّكُمْ تَرَوْنَ اَنَّهُ يَخْفَى عَلَيَّ شَيْءٌ هُمَا تَصْنَعُونَ! وَاللَّهِ اِنِّي لَأَرَى مِنْ خَلْفِي كِبَارِي مِنْ بَيْنِ يَدَي.

ترجمہ: "اے فلاں! کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا؟ کیا تو نہیں دیکھتا کہ تو کس طرح نماز پڑھ رہا ہے؟ تم یہ سمجھتے ہو جو تم کرتے ہو اس میں سے مجھ پر کچھ پوشیدہ رہ جاتا ہے، اللہ کی قسم! میں اپنی پشت کے پیچھے بھی اس طرح دیکھتا ہوں جس طرح اپنے سامنے دیکھتا ہوں۔"

(مسند امام احمد بن حنبل، جلد 2، صفحہ 449، رقم الحدیث 9795۔ صحیح ابن خزیمہ، جلد 1، صفحہ 336، رقم الحدیث 664۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری، جلد 2، صفحہ 226)

عالم میں کیا ہے جس کی تجھ کو خبر نہیں
ذرد ہے کون سا تری جس پر نظر نہیں

اور

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ ہی خدا چھپا تم پہ کروڑوں درود

دستِ اقدس کی طاقت اور محفل میلاد:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس کی قدرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محفل میں بیان کر کے اپنا میلاد منایا چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

خسفت الشمس على عهد رسول الله ﷺ فصلی: قالوا:
یا رسول الله رأیناک تناول شیئا فی مقامک ثم رأیناک
تکعکعت! فقال: انی اريت الجنة فتناولت منها عنقودا
ولواخذته لا کلت منه ما بقیت الدنيا.

ترجمہ: ”نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں سورج گرہن ہوا اور آپ
ﷺ نے نماز کسوف پڑھائی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ
ﷺ! ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اپنی جگہ پر کھڑے کھڑے کوئی چیز
پکڑی پھر ہم نے دیکھا کہ آپ کسی قدر پیچھے ہٹ گئے؟“

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مجھے جنت نظر آئی تھی میں نے اس میں سے
ایک خوشہ پکڑ لیا اگر اسے توڑ لیتا تو تم رہتی دنیا تک اس سے کھاتے رہتے (اور
یہ ختم نہ ہوتا)“

(صحیح بخاری کتاب: صلاة الصلوة باب البصر الى الامام في الصلاة رقم الحديث 715 کتاب الکسوف
باب: صلاة الکسوف جملة رقم الحديث 4901۔ صحیح مسلم کتاب الکسوف باب: ما عرض علی
النبي ﷺ في صلاة الکسوف من امر الجنة والنار رقم الحديث 904۔ سنن نسائی کتاب الکسوف باب:
قد قرأ فی صلاة الکسوف رقم الحديث 1493۔ سنن کبریٰ لسنائی جلد 1 صفحہ 578 رقم
الحديث 1878۔ مسند امام احمد بن حنبل جلد 1 صفحہ 298 رقم الحديث 2711 3374۔ صحیح ابن
حبان جلد 7 صفحہ 73 رقم الحديث 2732 2853۔ موطا امام مالک رقم الحديث 445۔ مصنف
عبد الرزاق جلد 3 صفحہ 98 رقم الحديث 4925۔ سنن کبریٰ للبخاری جلد 3 صفحہ 321 رقم
الحديث 6096۔ سنن الماثورہ للشافعی جلد 1 صفحہ 14 رقم الحديث 47)۔

سبحان اللہ! کیا شان ہے ہمارے پیارے آقا محمد ﷺ کے دست اقدس
کی کہ کھڑے تو زمین پر ہیں، لیکن ہاتھ جنت تک پہنچا ہوا ہے۔ اور جنت کے خوشے کو
پکڑ رہے ہیں۔

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسر و اعش پہ اڑنا ہے پھریرا تیرا

☆ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمہ اللہ نے کیا خوب فرمایا:
جس کو بار دو عالم کی پرواہ نہیں
ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام

کعبہ دین و ایمان کے دونوں ستون
ساعدین رسالت پہ لاکھوں سلام
ہاتھ جس سمت اٹھائی کر دیا
موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام

جس کے ہر خط میں ہے موج بحر کرم
اس کف بحر ہمت پہ لاکھوں سلام
نور کے چشمے لہرائیں دریا نہیں
انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

عید مشکل کشائی کے چمکے ہلال
ناخنوں کی بشارت پہ لاکھوں سلام

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے زمانے کی خصوصیت بیان کر کے اپنا میلاد منایا:

☆ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

ان الله تعالى ادركني الاجل المرحوم واختصر لي اختصارا
فنحن الآخرون ونحن السابقون يوم القيامة واني قائل
فولا غير فخر ابراهيم خليل الله وموسى صفي الله وانا حبيب
الله ومعى لواء الحمد القيامة.

ترجمہ: ”جب رحمت خاص کا زمانہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا فرمایا اور میرے
لیے کمال اختصار کیا، ہم ظہور میں پیچھے اور روز قیامت رتبے میں آگے ہیں۔ اور

میں ایک بات فرماتا ہوں جس میں فخر و ناز کو دخل نہیں۔ ابراہیم خلیل اللہ، موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور میں سب کے ساتھ روز قیامت لواء حمد ہوگا۔“

(صحیح بخاری، رقم الحدیث 226۔ صحیح مسلم، رقم الحدیث 855۔ سنن نسائی، رقم الحدیث 1367۔ سنن دارمی، جلد 1، صفحہ 29۔ الہدایہ والنہایہ، جلد 6، صفحہ 305۔ مسند احمد، رقم الحدیث 7308۔ صحیح ابن حبان، رقم الحدیث 2784۔ صحیح ابن خزیمہ، 1720۔ سنن کبریٰ للنسائی، رقم الحدیث 1653۔ سنن کبریٰ للبخاری، رقم الحدیث 1320۔ مسند ابویعلیٰ، رقم الحدیث 6269۔ مسند حمیدی، رقم الحدیث 954۔ مسند اسحاق بن راہویہ، رقم الحدیث 291۔ ابن ماجہ، رقم الحدیث 26)۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

آپ اس حدیث مبارکہ کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

”علماء فرماتے ہیں: اختصار لی اختصاراً کا مطلب ہے کہ مجھے اختصار کلام بخشا کہ تھوڑے لفظ ہوں اور معنی کثیر۔ یا میرے لئے زمانہ مختصر کیا کہ میری امت کو قبروں میں کم دن رہنا پڑے۔“

اقول (اب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس کی تشریح کرتے ہیں): وبہ اللہ التعوفیق، یا یہ کہ میرے لئے امت کی عمریں کم کیں کہ مکارہ دنیا سے جلد خلاص پائیں، گناہ کم ہوں، نعمت باقی تک جلد پہنچیں۔

یا یہ کہ میری امت کے لئے طول حساب کو اتنا مختصر فرما دیا یا یہ کہ اے امت محمد! میں نے تمہیں اپنے حقوق معاف کئے آپس میں ایک دوسرے کے حق معاف کرو اور جنت کو چلے جاؤ۔ یا یہ کہ میرے غلاموں کے لئے پل صراط کی راہ کہ پندرہ ہزار برس کی ہے اتنی مختصر کر دے گا کہ چشم زدن میں گزر جائیں گے یا جیسے بجلی کو نڈ گنی۔

کہا فی الصحیحین یا یہ کہ قیامت کا دن پچاس ہزار برس کا ہے میرے غلاموں کے لئے اس سے کم دیر میں گزر جائے گا جتنی دیر میں دو رکعت فرض پڑھے۔

کہا فی حدیث احمد و ابی یعلیٰ و ابن جریر و ابن حبان و ابن عدی و البغوی و البیہقی رحمۃ اللہ علیہ۔

یا یہ کہ علوم و معارف جو ہزار ہا سال کی محنت و ریاضت میں نہ حاصل ہو سکیں وہ میری چند روزہ خدمت گزاری میں میرے اصحاب پر منکشف فرما دیے۔

یا یہ کہ زمین سے عرش تک لاکھوں برس کی راہ میرے لئے ایسی مختصر کر دی کہ آنا اور جانا اور تمام مقامات کو تفصیلاً ملاحظہ فرمانا سب تین ساعت میں ہو لیا۔

یا یہ کہ مجھ پر کتاب اتاری جس کے معدود ورقوں میں تمام اشیائے گزشتہ آئندہ یا روشن مفصل بیان کیں جس کی ہر آیت کے نیچے ساٹھ ساٹھ ہزار علم جس کی ایک آیت کی تفسیر سے ستر ستر اونٹ بھر جائیں اس سے زیادہ اور کیا اختصار متصور۔

یا یہ کہ مشرق و غرب اتنی وسیع دنیا کو میرے سامنے ایسا مختصر فرما دیا کہ میں ان سے جو کچھ قیامت تک اس میں ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسا اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

کہا فی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما عند الطبرانی۔

یا یہ کہ میری امت کے تھوڑے عمل پر اجر زیادہ دیا۔ کہا فی حدیث الصحیحین۔

یا اگلی امتوں پر جو اعمال شاقہ تھے ان سے اٹھائے پچاس نمازوں کی پانچ رہیں اور حساب کرم میں پوری پچاس زکوٰۃ میں چارم مال کا چالیس واں حصہ رہا اور کتاب فضل میں وہی ربع کا ربع و علیٰ هذا القیاس والحمد للہ رب العلمین۔

یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اختصار کلام ہے کہ ایک لفظ کے اتنے کثیر معانی۔ (جلی التیقین، صفحہ 105)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا معلم کائنات بن کر

مبعوث ہونا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے بیان فرما کر

اپنا میلاد منایا:

☆ حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم من بعض حجرۃ فدخل المسجد

فأذا هو بخلقيتين أحدهما يقرئون القرآن ويدعون الله و
الآخري يتعلمون ويعلمون فقال النبي ﷺ كل على خير
هولاء يقرءون القرآن ويدعون الله فإن شاء أعطاهم وإن
ساء منعهم وهولاء يتعلمون ويعلمون وإنما بعثت معلما
فجلس معهم.

ترجمہ: ”ایک دن رسول اللہ ﷺ اپنے حجرہ مبارک سے مسجد نبوی میں
تشریف لائے تو دیکھا کہ دو حلقے بنا کر لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک جماعت
تلاوت قرآن مجید اور دعا میں مشغول ہے، اور دوسری جماعت علم دین سیکھنے اور
سکھانے میں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”دونوں جماعتیں بھلائی پر قائم
ہیں یہ لوگ تلاوت قرآن اور دعا کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے چاہے تو
انہیں عطا فرمادے ورنہ رد کر دے۔ اور یہ لوگ علم دین سیکھنے سکھانے میں لگے
ہیں اور مجھے بھی معلم کائنات بنا کر بھیجا گیا ہے۔“ پھر آپ ﷺ انہی کے
ساتھ تشریف فرما ہو گئے۔“

(سنن ابن ماجہ بافضل العلماء الوصف علی طلب العلم جلد 1، صفحہ 21۔ التہذیب لابن عبد البر جلد 5
صفحہ 118۔ کنز العمال جلد 15، صفحہ 147، رقم الحدیث 28751۔ تفسیر بغوی جلد 7، صفحہ 25۔
المغنی للعراقی جلد 1، صفحہ 11)۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

انما انا لکم بمنزلة لوالدا علمکم

”میں تمہارے والد کی مثل ہوں کہ تم کو ہر مسئلہ سکھاتا ہوں۔“

(سنن ابن ماجہ باب الاستخارہ بالحجۃ جلد 1، صفحہ 27) (مسند امام احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 247)
(فتاویٰ رضویہ قدیم جلد 6، صفحہ 459) (جامع الاحادیث جلد 5، صفحہ 5356)

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے ذکر کی عظمت و فضیلت بیان کر کے اپنا میلاد منایا:

☆ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اتانی جبریل علیہ السلام فقال: ان ربی وربک یقول: کیف رفعت

لک ذکرک؟ قال: اللہ اعلم قال: اذا ذکرک ذکرک معی۔

ترجمہ: ”میرے پاس جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی: ”میرا اور آپ

کا رب فرماتا ہے: ”کیا آپ جانتے ہیں کہ میں نے تمہارا ذکر کیسے بلند کیا؟“

میں نے عرض کی: ”اللہ ﷻ خوب جانتا ہے۔“

عرض کی: ”اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”جہاں میرا ذکر ہوگا تو میرے ذکر کے

ساتھ اے محبوب! تیرا ذکر بھی ہوگا۔“

(اشفاء معریف حقوق المصطفیٰ ﷺ جلد 1، صفحہ 12۔ تفسیر ابن جریر جلد 15، صفحہ 235۔ جامع
الاحادیث جلد 5، صفحہ 356، رقم الحدیث 224)۔

☆ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، دوسری روایت

میں یوں ہے:

جعلتک ذکرک من ذکرک فمن ذکرک فقد ذکرک معی۔

”اے محبوب! میں نے تمہیں اپنی یاد میں سے ایک یاد کیا اور جس نے تمہارا

ذکر کیا بیشک اس نے میرا ذکر کیا۔“

(فتاویٰ رضویہ قدیم جلد 3، صفحہ 478، جلد 9، حصہ دوم، صفحہ 128۔ جلد 9، حصہ دوم، صفحہ 306)

ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر

ذکر اونچا ہے بھول ہے بال تیرا

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں

خسروا عرش پہ پھرتا ہے پھریرا تیرا

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا خاص اعزاز ”قیامت کے دن سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا آپ کو نداء کرنا“ صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے بیان فرما کر اپنا میلاد منایا:

☆ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

يجمع الله تعالى الناس في صعيد واحد فلا تكلم نفس فاول نداء

محمد ﷺ فيقول: لبیک وسعدیک والخیر فی یدیک۔

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو ایک میدان میں جمع فرمائے گا تو کوئی

کلام نہ فرمائے گا سب سے پہلے محمد ﷺ کو نداء ہوگی۔ حضور عرض کریں گے

”الہی! میں حاضر ہوں“ خدمتی ہوں“ تیرے دونوں ہاتھوں میں بھلائی ہے۔“

(کنز العمال جلد 15 صفحہ 1852 رقم الحدیث 43391۔ حلیۃ الاولیاء جلد 2 صفحہ 9۔ درمنثور

جلد 5 صفحہ 50۔ السنۃ لابن عاصم جلد 2 صفحہ 215)

☆ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن مندو نے کہا:

حدیث مجمع علی صحۃ اسناد وثقۃ رجالہ

ترجمہ: ”اس حدیث کی صحت اسناد اور عدالت رواقہ پر اجماع ہے۔“

(صغیر المعین صفحہ 17)

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی اہم خصوصیت

”قیامت تک کی تمام چیزیں آپ ﷺ کی نظروں کے

سامنے ہیں“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے بیان کر کے

اپنا میلاد منایا:

☆ حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان الله عز وجل قدر رفع لی الدنيا فانا انظر اليها والی

ما هو کائن فیہا الی یوم القیامة کأنما انظر الی کفی هذه جلیان من امر الله عز وجل جلاہ للنبیہ کما جلاہ للنبیین قبلہ۔

ترجمہ: ”بیشک اللہ ﷻ نے میرے سامنے دنیا اٹھالی تو میں نے اسے اور اس

میں قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے دیکھ لیا اور میرے لئے تمام چیزیں روشن

ہیں جیسے دیگر انبیاء علیہم السلام کے لئے روشن تھیں۔“

(حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء جلد 6 صفحہ 101۔ مجمع الزوائد جلد 8 صفحہ 287۔ کنز العمال

جلد 11 صفحہ 378 رقم الحدیث 31810۔ مجمع الجوامع رقم الحدیث 4849۔ جامع الاحادیث

جلد 5 صفحہ 386 رقم الحدیث 325)۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی اہم خصوصیت ”جنتیوں

اور جہنمیوں کے نام مع ولدیت اور خاندان جاننا“ صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے بیان کر کے اپنا میلاد منایا:

☆ عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

”رسول اللہ ﷺ ایک دن تشریف فرما ہوئے تو آپ کے دونوں ہاتھوں میں

دو کتابیں تھیں آپ ﷺ نے فرمایا: ”جانتے ہو یہ دو کتابیں کیا ہیں؟“

ہم نے عرض کی: ”نہیں یا رسول اللہ ﷺ ہاں آپ خبر دیں تو معلوم ہو۔“

دائیں ہاتھ میں جو کتاب تھی اس کی طرف اشارہ کر کے آپ ﷺ نے ارشاد

فرمایا: ”یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک کتاب ہے اس میں اہل جنت کے نام،

ان کی ولدیت، ان کے قبیلوں کے نام ہیں، پھر آخر میں ان سب کا ٹوٹل لگا دیا

گیا ہے۔ اب نشان میں زیادہ ہو سکتے ہیں اور نہ کم۔“

پھر آپ ﷺ نے بائیں ہاتھ کی کتاب کے بارے میں ارشاد فرمایا: ”یہ بھی

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک کتاب ہے اس میں اہل جہنم کے نام، ان کی

ولدیت اور ان کے خاندانوں کے نام ہیں پھر آخر میں ٹوٹل لگا دیا گیا ہے۔“

اب ان میں نہ کبھی کمی ہو سکتی ہے اور نہ زیادتی۔“
(جامع ترمذی جلد 2، صفحہ 36۔ مسند امام احمد بن حنبل جلد 2، صفحہ 127۔ المعجم الکبیر للطبرانی جلد 3، صفحہ 181)

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی اہم خصوصیت ”اپنی

امت کے ہر شخص کو پہچاننا“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے

سامنے بیان کر کے اپنا میلا دمنایا:

☆ حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عرضت علی امتی البارحة لدن هذه الحجرة حتی لا عرف
بالرجل منهم من احد کم بصاحبه.

ترجمہ: ”گذشتہ رات مجھ پر میری امت اس حجرے کے پاس میرے سامنے
پیش کی گئی۔ بے شک ان کے ہر شخص کو اس سے زیادہ پہچانتا ہوں جیسا تم میں
کوئی اپنے ساتھی کو پہچانتا ہے۔“

(صحیح مسلم جلد 1، صفحہ 207۔ سنن ابوداؤد جلد 1، صفحہ 66۔ الادب المفرد، صفحہ 36۔ مسند امام احمد
بن حنبل جلد 6، صفحہ 267۔ الجامع الصغیر للسیوطی جلد 2، صفحہ 36۔ انباء المصطفیٰ ص 18۔
الجامع الاحادیث جلد 5، صفحہ 399، رقم الحدیث 3261)۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی بعثت کا ایک خاص

مقصد ”اپنی امت کو جہنم سے بچانا“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے

سامنے بیان کر کے اپنا میلا دمنایا:

☆ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مثلی مثلكم کمثل رجل او قدنارا فجعل الفراش والجننا
دب یقعن فیها وهو ینبهن عنها وانا اخذ بحجز کم عن النار
وانتم تفلتون من یدی.

ترجمہ: ”میری اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کسی نے آگ روشن کی، پتکیاں
اور جھینگڑ اس میں گرنا شروع ہوئے، وہ انہیں آگ سے ہٹا رہا ہے۔ اور میں
تمہاری کمریں پکڑ کر تمہیں آگ سے بچا رہا ہوں اور تم میرے ہاتھ سے نکلنا
چاہتے ہو۔“

(دلائل النبوة للہیثمی جلد 1، صفحہ 367۔ مسند امام احمد بن حنبل جلد 3، صفحہ 392۔ الترفیب
والترحیب للمندری جلد 4، صفحہ 453)

☆ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لیس منکم الا انا ممسک بحزته الی ان یقع فی النار

ترجمہ: ”تم میں سے ایسا کوئی نہیں کہ میں اس کا کمر بند پکڑے روک نہ رہا
ہوں کہ کہیں آگ میں نہ گر پڑے۔“ (المعجم الکبیر للطبرانی جلد 7، صفحہ 269)

☆ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان الله لم یحرم حرمة الا وقد علم انه سیطلعها منکم
مطلع الاواني ممسک بحجز کم ان تهافتوا فی النار کتھافت
الفراش والذباب.

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ نے جو حرمت حرام کی اس کے ساتھ یہ بھی جانا کہ تم میں کوئی
جھانکنے والا اسے ضرور جھانکے گا، سن لو! اور میں تمہارا کمر بند پکڑے ہوں کہ
کہیں آگ میں گر نہ پڑو جیسے پروانے اور کھیاں۔“

(مسند امام احمد بن حنبل جلد 1، صفحہ 424)

☆ سجان اللہ اکرم آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی حکمت و دانائی بھری مثال بیان کی کہ کوئی شخص

آگ جلانے جب آگ روشن ہو جاتی ہے تو پتنگے اس میں گرنا شروع ہو جاتے ہیں آگ

جلانے والا ان کو روکتا ہے وہ اس پر غالب آ جاتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری

مثال بھی ایسے ہی ہے کہ میں تمہیں پکڑ کر دوزخ سے نکال رہا ہوں تم ہو کہ اس میں گرنے پہ

زور لگا رہے ہو۔

معلوم ہوا کہ اس فانی دنیا کی لذتیں آگ ہیں ہم نا سمجھ پتنگوں کی طرح ان کا غلط استعمال کر کے اپنے آپ کو دوزخ کا ایندھن بنا رہے ہیں ہمیں اس سے بچنے کی اتنی فکر نہیں ہے جتنی ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے۔

☆ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنَعْنَا غِنَا لَمَّا بَلَغْنَا مِنْ آيَاتِنَا فَإِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ (التوبہ: 128)

”مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان اور رحم فرمانے والے۔“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم رو رو کر دعائیں مانگا کرتے تھے پیدا ہوتے وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر وہ بھلی امتی کا ورد جاری تھا۔

☆ عبدالستار خان نیازی صاحب نے کیا خوب کہا:

جن کے لب پر رہا امتی امتی
یاد ان کی نہ بھو لو نیازی کبھی
وہ کہیں امتی تو بھی کہہ یا نبی
میں ہوں حاضر تیری چاکری کے لئے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غاروں میں جا جا کر اور رو رو کر صرف ہمارے لئے ہی دعائیں فرمائیں۔ معراج پر گئے تو وہاں بھی عرش کے نیچے سجدے میں گر کر دعائیں مانگیں اور بروز قیامت بھی سجدے میں سر رکھ کر ہمارے لیے ہی دعائیں مانگیں گے۔

☆ کسی شاعر نے یہ منظر بڑے حسین پیرائے میں شعروں کے اندر قلمبند کیا:

تہ عرش سجدے میں سر کو جھکایا

بکھر کر زلفوں نے یہ رنگ لایا

یہ کہہ کر خدا نے نبی کو اٹھایا

کہ پیارے تیرے گیسو کیا مانگتے ہیں

یہ سن کر کہا مصطفیٰ نے الہی

یہ کہتی میرے گیسوؤں کی سیاہی

سیاہ بخت امت کی کردے رہائی

الہی یہ گیسو دعا مانگتے ہیں

خدا نے کہا تونہ گھبرا محمد

میرے سامنے عرش پہ آ محمد

تو چاہے جسے بخشوا یا محمد

کہ پیارے تیری ہم رضا مانگتے ہیں

(ﷺ واصحابہ وبارک وسلم)

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی نبوت کی حقانیت بیان

فرما کر اپنا میلاد منایا:

☆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ حنین کے موقع ارشاد فرماتے جاتے تھے:

اذا النبي لا كذب انا ابن عبد المطلب

ترجمہ: ”میں نبی ہوں، کچھ جھوٹ نہیں، میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔“

(صحیح بخاری جلد 1، صفحہ 427، صحیح مسلم، کتاب الجہاد، مسند امام احمد بن حنبل جلد 4، صفحہ 280۔ سنن کبریٰ للبخاری جلد 9، صفحہ 155۔ شرح السنہ جلد 11، صفحہ 64، رقم الحدیث 2706۔ مجمع الزوائد جلد 1، صفحہ 289۔ مصنف ابن ابی شیبہ جلد 8، صفحہ 527۔ التمهيد لابن عبد البر جلد 6، صفحہ 225۔ المعجم الکبیر للطبرانی جلد 6، صفحہ 43۔ حلیۃ الاولیاء جلد 7، صفحہ 132۔ درمنثور جلد 3، صفحہ 225۔ تاریخ دمشق جلد 1، صفحہ 289۔ الہدایہ والنہایہ جلد 4، صفحہ 69)

☆ حضرت سیاح بن عاصم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے:

النبي لا كذب انا ابن العواتك من سلیم

ترجمہ: ”میں نبی ہوں، کچھ جھوٹ نہیں، میں ہوں عبد المطلب کا بیٹا، میں ہوں ان

بیسیوں کا بیٹا جن کا نام عاتکہ تھا۔“

(معجم الکبیر جلد 7، صفحہ 201۔ تاریخ دمشق لابن عساکر جلد 1، صفحہ 289۔ مجمع الزوائد جلد 8، صفحہ 225)

219۔ کنز العمال، جلد 11، صفحہ 402، رقم الحدیث 31873۔ جامع الخیر، جلد 1، صفحہ 160۔
اسنن سعید بن منصور، رقم 2840۔ سلسلہ احادیث الصحیحہ للالبانی، رقم (1569)۔

”عواتک“ کے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان

محدث بریلوی رحمہ اللہ کی تحقیق:

☆ آپ رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

”منادی صاحب تیسرا امام مجدد الدین فیروز آبادی صاحب قاموس جوہری صاحب حجاج اور صنعانی وغیرہم نے کہا: ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جدات میں سے نوکا نام عاتکہ تھا“ ابن بری نے کہا: ”وہ بارہویہاں عاتکہ نام کی تھیں۔“
تین سلیمیات یعنی قبیلہ بنی سلیم سے اور دو قرشیات دو عدد انبیات ایک ایک کنانیہ اسدیہ ہندلیہ قضاعیہ ازویذ کر فی تاج العروس۔

عبداللہ دوسی نے کہا:

یہاں چودہ تھیں۔ تین قرشیات، چار سلیمیات، دو عدد انبیات اور ایک ہندلیہ قحطانیہ قضاعیہ، ثقفیہ اسدیہ بنو اسد خزیمہ ہے۔

ظاہر ہے کہ قبیل منانی کثیر نہیں۔ حدیث آئندہ میں آتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مقام مدح و فضائل کریمہ میں اکیس پشت تک اپنا نسب نامہ ارشاد کر کے فرمایا: ”میں سب سے نسب میں افضل باپ میں افضل صلی اللہ علیہ وسلم۔“

(فتاویٰ رضویہ قدیم، جلد 30، صفحہ 295)

☆ ایک دوسرے مقام پر آپ رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

”حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو گود میں لئے راہ میں جاتی تھیں، تین نوجوان کنواری لڑکیوں نے وہ خدا بھاتی صورت دیکھی جو شجاعت میں اپنی پستانیں دہن اقدس میں رکھیں، تینوں کے دودھ اتر آیا، تینوں پاکیزہ بیبیوں کا نام عاتکہ تھا۔ عاتکہ کے معنی زن شریفہ، ربیبہ، کریمہ، سرایا، عطر آلود، تینوں قبیلہ بنی سلیم سے تھیں کہ سلامت سے مشتق اور اسلام سے ہم اشتقاق ہے۔“

ذکر ابن عبد البر فی الاستیعاب

(شرح انزقاق علی المواہب اللدنیہ بحوالہ الاستیعاب، المتحد ازل، جلد 1، صفحہ 127، دارالمعرفۃ بیروت)

اقول:

☆ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

”الحق کسی نبی نے کوئی آیت و کرامت ایسی نہ پائی کہ ہمارے نبی اکرم نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اس کی مثل اور اس سے مشکل عطا نہ ہوئی۔ یہ اس مرتبے کی تکمیل تھی کہ مسیح کلمۃ اللہ صلوات اللہ وسلم علیہ کے کو بے باپ کنواری بتول کے پیٹ میں پیدا کیا۔ حبیب اشرف بریۃ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تین عنیفہ لڑکیوں کے پستان میں دودھ پیدا فرمایا۔

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

(فتاویٰ رضویہ، جلد 30، صفحہ 295)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کے اثبات کیلئے

چاند کے دو ٹکڑے کر کے اپنا میلاد منایا:

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

ان اهل مكة سألوا رسول الله ان يريهم آية فاراهم انشقاق القمر مرتين۔

ترجمہ: ”اہل مکہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ دکھانے کا مطالبہ کیا تو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھائے۔“

(صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب: سوال المشرکین ان یریم النبی صلی اللہ علیہ وسلم آپہ رقم الحدیث 3439۔ کتاب التفسیر، سورۃ القمر، باب: وانشق القمر: وان یرد آیه یرضوا (1-2)، رقم الحدیث 4587۔ صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین واداکامهم، باب: انشقاق القمر، رقم الحدیث 2801۔ جامع ترمذی، کتاب: تفسیر القرآن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب: من سورۃ القمر، رقم الحدیث 3289۔ سنن الکبریٰ لہیثمی، جلد 6، صفحہ 476، رقم الحدیث 1553۔ مسند امام احمد بن حنبل، جلد 1، صفحہ 377، رقم الحدیث 3583۔ صحیح

ابن حبان جلد 4 صفحہ 420 رقم الحدیث 6495۔ مستدرک حاکم جلد 2 صفحہ 513 رقم الحدیث 3761-3758 قال الحاکم: هذا حديث صحيح۔ مسند بزار جلد 5 صفحہ 202 رقم الحدیث 1801-1802۔ مسند ابویعلیٰ جلد 5 صفحہ 30610 رقم الحدیث 2929۔ المعجم الكبير للطبرانی جلد 2 صفحہ 132 رقم الحدیث 1561۔ مسند طبرانی جلد 1 صفحہ 137 رقم الحدیث 280۔ المسند الشاشی جلد 1 صفحہ 402 رقم 404۔

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

انشق القمر على عهد رسول الله فلقنتين: فستر الجبل فلقة وكانت فلقة فوق الجبل. فقال رسول الله ﷺ: اللهم اشهد. ترجمہ: ”چاند کے ٹکڑے ہونے کا واقعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں پیش آیا ایک ٹکڑا پہاڑ میں چھپ گیا اور ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے اللہ! گواہ رہنا۔“

(صحیح بخاری کتاب المناقب باب: سوال الشکرین ان یرحمہم اللہ علیہ وسلم فارہم اشتقاق القمر رقم الحدیث 3437۔ کتاب التفسیر سورة القمر وانشق: وان یرد آیتہ بحر ضوا 1' 2' رقم الحدیث 4583۔ صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین وادھاکم باب: اشتقاق القمر رقم الحدیث 2800۔ جامع ترمذی کتاب: تفسیر القرآن عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سورة القمر رقم الحدیث 3685۔ سنن کبریٰ للنسائی جلد 4 صفحہ 476 رقم الحدیث 1552)۔

سورج اُلٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے مجھدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی مبارک انگلیوں سے

پانی کے چشمے بھا کر اپنا میلاد منایا:

☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

عطش الناس يوم الحديبية والنبي ﷺ بين يديه ركوة فتوضأ فجهش الناس نحوه فقال: مالكم؟ قالوا: ليس عندنا ماء نتوضأ ولا نشرب الا ما بين يديك فوضع يده في

الركوة فجعل يشوربين اصابعه كامثال العيون فشربنا وتوضأنا قلت: كنتم؟ قال: لو كنا مائة الف لكفانا. كنا خمس عشرة مائة.

ترجمہ: ”حدیبیہ کے دن لوگوں کو پیاس لگی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک چاگل رکھی ہوئی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے وضو فرمایا، لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھپٹے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا ہوا ہے؟“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے پاس نہ وضو کے لئے پانی ہے اور نہ پینے کیلئے۔ صرف یہی پانی ہے جو آپ کے سامنے رکھا ہے۔“ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سن کر) دست مبارک چھاگل کے اندر رکھا تو فوراً چشموں کی طرح پانی انگلیوں کے درمیان سے جوش مار کر نکلنے لگا۔ چنانچہ ہم سب نے (خوب پانی) پیا اور وضو بھی کر لیا۔“

(سالم کہتے ہیں) ”میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ”اس وقت آپ کتنے تھے؟“

انہوں نے کہا: ”اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تب بھی وہ پانی سب کیلئے کافی ہو جاتا جبکہ ہم تو پندرہ سو تھے۔“

(صحیح بخاری کتاب المناقب باب: علامات النبوة فی الاسلام رقم الحدیث 338 کتاب المغازی باب: غزوة الحديبية رقم الحدیث 3963 کتاب الاثرية باب: شرب البركة والماء المبارك رقم الحدیث 52۔ کتاب التفسیر سورة الطح باب: اذا يبایعوك تحت الشجرة رقم الحدیث 4560۔ مسند امام احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ 329 رقم الحدیث 14562۔ صحیح ابن خزیمہ جلد 1 صفحہ 65 رقم الحدیث 125۔ صحیح ابن حبان جلد 14 صفحہ 480 رقم الحدیث 6542۔ سنن دارمی صفحہ 21 رقم الحدیث 27۔ مسند ابویعلیٰ جلد 4 صفحہ 82 حدیث 2107۔ الاعتقاد للہیثمی جلد 1 صفحہ 272۔ مسند ابن سعد جلد 1 صفحہ 29 رقم الحدیث 82)۔

☆ حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كنا مع رسول الله ﷺ في سفر فقل الماء فقال: اطلبوا فضلة

من ماء فجاؤ واباناء فيه ماء قليل فادخل يده في الاناء ثم قال: حي على طهورا لمبارك والبركة من الله. فلقد رأيت الماء ينبع من بين أصابع رسول الله ﷺ. ولقد كنا نسبح تسبيح الطعام وهو يؤكل

ترجمہ: ”ہم ایک سفر میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے کہ پانی کی قلت ہو گئی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”کچھ بچا ہوا پانی لے آؤ۔“

لوگوں نے ایک برتن آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیا جس میں تھوڑا سا پانی تھا آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اس برتن میں ڈالا اور فرمایا: ”پاک برکت والے کی طرف آؤ اور برکت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔“

میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کی مبارک انگلیوں سے (چشمہ کی طرح) پانی ابل رہا تھا۔ اس کے علاوہ ہم کھانا کھاتے وقت کھانے سے تسبیح کی آواز سنا کرتے تھے۔“

(صحیح بخاری: کتاب التوبہ: باب: انجاز رقم الحدیث: 1989، کتاب المناقب: باب: علامات النبوة فی الاسلام رقم الحدیث: 3392-3391، کتاب المساجد: باب: الاستغانة بالنجار والصناع فی عواد المنبر والمسجد رقم الحدیث: 438، جامع ترمذی: کتاب المناقب عن رسول اللہ ﷺ: باب نمبر 6، رقم الحدیث: 3627، سنن نسائی: کتاب الجمع: باب: مقام الامام فی الخطبة رقم الحدیث: 1396، سنن ابن ماجہ: کتاب اقامة الصلاة والسنة لیسھا: باب: ما جاء فی بدء شان المنبر رقم الحدیث: 1417-1414، مسند امام احمد بن حنبل: جلد 3، صفحہ 226، سنن دارمی: جلد 1، صفحہ 23، رقم الحدیث: 42، صحیح ابن خزیمہ: جلد 3، صفحہ 139، رقم الحدیث: 1777-1776، مصنف عبد الرزاق: جلد 3، صفحہ 186، رقم الحدیث: 5253، صحیح ابن حبان: جلد 14، صفحہ 43-48، رقم الحدیث: 6506، مسند ابویعلیٰ: جلد 6، صفحہ 114، رقم الحدیث: 3384)

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أتى نبى ﷺ باناء وهو بالزوراء فوضع يده في الاناء فجعل الماء ينبع من بين اصابعه فتوضأ القوم. قال قتادة: قلت: لأنس كم كنتم؟ قال: ثلاث مائة اوزهاء ثلاث مائة وفي

رواية لو كنا مائة الف لكفانا كنا خمس عشرة مائة. ترجمہ: ”نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پانی کا ایک برتن پیش کیا گیا اور آپ ﷺ زوراء کے مقام پر تھے۔ آپ ﷺ نے برتن کے اندر اپنا دست مبارک رکھ دیا تو آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں کے درمیان سے پانی کے چشمے نکلے اور تمام لوگوں نے وضو کر لیا۔“

حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ ”میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ”آپ اس وقت کتنے لوگ تھے۔“

تو انہوں نے جواب دیا: ”تین سو کے لگ بھگ“ اور ایک روایت میں ہے کہ ”ہم اگر ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ سب کے لئے کافی ہوتا لیکن ہم پندرہ سو تھے۔“

(صحیح بخاری: کتاب المناقب: باب: علامات النبوة فی الاسلام رقم الحدیث: 131، صحیح مسلم: کتاب الفضائل: باب: فی امجرات النبی ﷺ: باب: فی امجرات النبی ﷺ رقم الحدیث: 2279، جامع ترمذی: کتاب المناقب عن رسول اللہ ﷺ رقم الحدیث: 363، موطا امام مالک: رقم الحدیث: 62، مسند شافعی: جلد 1، صفحہ 15، مسند امام احمد بن حنبل: جلد 3، صفحہ 132، رقم الحدیث: 12، سنن کبریٰ للبخاری: جلد 1، صفحہ 193، رقم الحدیث: 878، مصنف ابن ابی شیبہ: جلد 6، صفحہ 316، رقم الحدیث: 31724)۔

☆ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے

اپنی کلی مبارک کی برکتیں ظاہر کر کے اپنا میلاد منایا:

☆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كنا يوم الحديبية اربع عشرة مائة والحديبية بئر فنزحناها حتى لم نترك فيها فطرة فجلس النبي ﷺ على شفير البئر فدعا بماء فمضض ومج في البئر فمكثنا غير بعيد ثم استقينا حتى روينا وروت او صدرت ركائنا. ترجمہ: ”واقعہ حديبية کے روز ہماری تعداد چودہ سو تھی۔ ہم حديبية کے کنوئیں

سے پانی نکالتے رہے یہاں تک کہ ہم نے اس میں پانی کا ایک قطرہ نہ چھوڑا (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پانی ختم ہو جانے سے پریشان ہو کر بارگاہ رسالت ﷺ میں ہوئے) سو حضور ﷺ کنویں کے منڈیر پر آ بیٹھے اور پانی طلب فرمایا، اس سے کلی فرمائی اور وہ کنویں میں ڈال دیا۔ تھوڑی ہی دیر (میں پانی اس قدر اوپر آ گیا کہ) ہم اس سے پانی پینے لگے یہاں تک کہ سیراب ہوئے اور ہماری سواریوں کے جانور بھی سیراب ہو گئے۔“

(صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، رقم الحدیث 3384)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمہ اللہ نے کیا خوب فرمایا:

جس کے پانی سے شاداب جان و جنان
اس دھن کی طراوت پہ لاکھوں سلام
جس سے کھاری کنویں شیرہ جان بنے
اس زلال حلاوت پہ لاکھوں سلام

**حضور نبی کریم ﷺ نے سورج کو واپس پلٹا کر اپنا
میلاد منایا:**

☆ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

کان رسول اللہ ﷺ یوحی الیہ وراسہ فی حجر علی بن ابی طالب فلم یصل حتی غربت الشمس فقال رسول اللہ ﷺ: اللهم ان علیا طاعتک وطاعة رسولک فاردد علیہ الشمس قالت اسماء رضی اللہ عنہا فرأیہا غربت ورأیہا طلعت بعد ما غربت.

ترجمہ: ”نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہو رہی تھی اور آپ ﷺ کا سر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا، وہ عصر کی نماز نہ پڑھ سکے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے دعا کی: ”اے اللہ! علی تیری اور تیرے رسول کی

اطاعت میں تھا اس پر سورج واپس لوٹا دے۔“

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”میں نے سورج کو غروب ہوتے ہوئے بھی

دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ وہ غروب ہونے کے بعد دوبارہ طلوع ہوا۔“

(المعجم الکبیر للطبرانی، جلد 24، صفحہ 147، رقم الحدیث 147، والفظ لہ۔ مجمع الزوائد، جلد 8، صفحہ 297۔ میزان الاعتدال، جلد 5، صفحہ 205۔ البدایہ والنہایہ، جلد 6، صفحہ 83۔ الشفاء جعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ، جلد 1، صفحہ 400۔ الخصائص الکبریٰ، جلد 2، صفحہ 137۔ اسیرۃ اہلبیت، جلد 2، صفحہ 103۔ الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، جلد 15، صفحہ 197۔ مشکل الامار للعلی، جلد 2، صفحہ 9)

تیری مرضی پا گیا سورج پھر اگلے قدم

تیری انگلی اٹھ گئی تو ماہ کا کلیجہ چیر گیا

**حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے نبوت کے اثبات کیلئے
کھجور کا گچھہ قدموں میں بلا کر اپنا میلاد منایا:**

☆ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

جاء اعرابی الی رسول اللہ ﷺ فقال: ہم أعرف أُنک نبی؟ قال: ان دعوت هذا العلق من هذه النخلة، اتشهد أنی رسول الله؟ فدعاہ رسول الله ﷺ فجعل ینزل من النخلة حتی سقط الی النبی ﷺ ثم قال: ارجع فعاد فاسلم الاعرابی.

ترجمہ: ”ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ”مجھے کیسے علم ہوگا کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں؟“

آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر میں کھجور کے اس درخت پر لگے ہوئے اس کے گچھے کو بلاؤں تو کیا تو گواہی دے گا کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں؟“

پھر آپ ﷺ نے اسے بلایا تو وہ درخت سے اترنے لگا یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کے قدموں میں آگرا۔ پھر آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ”واپس چلے جاؤ۔“

تو وہ واپس چلا گیا۔ اس اعرابی نے (نباتات کی محبت و اطاعت رسول کا یہ منظر)

دیکھ کر اسلام قبول کر لیا۔

(جامع ترمذی کتاب المناقب عن رسول اللہ ﷺ باب: فی اثبات النبی ﷺ وما قد خصہ اللہ عز وجل رقم الحدیث 3628۔ المعجم الکبیر للطبرانی جلد 12 صفحہ 110 رقم الحدیث 12622۔ تاریخ الکبیر للبخاری جلد 3 صفحہ 3 رقم الحدیث 6۔ الاحادیث المختارہ جلد 9 صفحہ 538-539 رقم الحدیث 527۔ الاعتقاد للہیثمی جلد 1 صفحہ 48۔ مشکاة المصابیح رقم الحدیث 5924)۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے بچپن کے حالات صحابہ

کرامتیں اللہ کے سامنے بیان فرما کر اپنا میلاد منایا:

☆ حضرت عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ”ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا:

”یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے بچپن کا عالم کیا تھا؟“

تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ”میری دایہ کا تعلق بنو سعد بن بکر سے تھا۔

ایک مرتبہ میں اور ان کا بیٹا اپنی بکریاں چرانے کے لئے گئے ہمارے پاس

کھانے کے لیے کچھ نہیں تھا۔ میں نے کہا: ”اے میرے بھائی! تم جاؤ اور امی

جان سے ہمارے کھانے کے لئے کچھ لے آؤ۔“

میرا بھائی چلا گیا۔ میں ان جانوروں کے پاس ٹھہر گیا۔ اس دوران دو سفید

پرندے جو گدھوں کی مانند تھے آئے اور ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی

سے کہا: ”کیا یہ وہی ہے؟“

دوسرے نے جواب دیا: ”ہاں۔“

وہ دونوں تیزی سے میری طرف لپکے۔ انہوں نے مجھے پکڑ لیا اور مجھے سیدھا لٹا

کر میرے پیٹ کو چیر دیا۔ پھر انہوں نے میرا دل نکال کر اسے چیر دیا۔ اور

اس میں سے سیاہ خون کے دو لوتھڑے نکالے۔ ان میں سے ایک نے اپنے

ساتھی سے کہا: ”برف کا پانی لاؤ۔“

پھر اس نے اس پانی کے ذریعے میرے پیٹ کو دھویا۔ پھر وہ بولا: ”ٹھنڈا

پانی لاؤ۔“

پھر اس نے اس کے ذریعے میرے دل کو دھویا۔ پھر وہ بولا: ”سکینت لاؤ۔“

وہ اس نے میرے دل پر چھڑک دی۔ پھر اس نے اپنے ساتھی سے کہا: ”اسے

سی دو۔“

اس نے اسے سی دیا۔ اس نے اس پر مہربوت لگا دی۔ پھر اس نے کہا: ”انہیں

ایک پلڑے میں رکھو اور ان کی امت کے ایک ہزار افراد کو دوسرے پلڑے

میں رکھو۔“

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جب میں نے دیکھا کہ ایک ہزار افراد

میرے اوپر تھے اور مجھے اندیشہ ہوا کہ میرے اوپر نہ گر جائیں تو ان میں سے

ایک شخص بولا: ”اگر ان کی پوری امت کے ساتھ بھی ان کا وزن کیا جائے تو ان

کا پلڑا بھاری ہوگا۔“

پھر وہ دونوں چلے گئے۔ انہوں نے مجھے وہیں رہنے دیا۔ نبی کریم ﷺ

فرماتے ہیں کہ ”مجھے بہت الجھن محسوس ہوئی۔ میں اپنی والدہ کے پاس گیا اور

انہیں اس صورت حال کے بارے میں بتایا جو مجھے پیش آئی تھی وہ ڈر گئیں کہ

شاید مجھے کوئی ذہنی مرض لاحق ہو گیا ہے۔ وہ بولیں: ”میں تمہیں اللہ کی پناہ

میں دیتی ہوں۔“

پھر وہ اپنے اونٹ پر سوار ہوئیں اور مجھے بھی اس پر سوار کیا یہاں تک کہ ہم لوگ

میری والدہ (سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا) کے پاس آ گئے۔ میری دایہ نے کہا: ”میں امانت

اور اپنا ذمہ ادا کر چکی ہوں۔“

پھر انہوں نے میری والدہ کو وہ واقعہ بتایا جو میرے ساتھ پیش آیا تھا۔ تو والدہ

اس سے خوف زدہ نہیں ہوئیں اور بولیں: ”جب ان کی ولادت ہوئی تھی تو میں

نے دیکھا تھا کہ میرے اندر سے کوئی چیز نکلی ہے۔“

(راوی کہتے ہیں) یعنی نور نکلا (سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) جس کے ذریعے شام

کے محلات روشن ہو گئے۔“

(سنن داری رقم الحدیث 13۔ مستدرک حاکم رقم الحدیث 4230۔ الا حادوا المثنائی رقم الحدیث 1369)۔
 الحدیث 323۔ مستدرک حاکم رقم الحدیث 4230۔ الا حادوا المثنائی رقم الحدیث 1369)۔

☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: ”یا رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو پہلی مرتبہ کب اس بات کا یقینی علم ہوا کہ آپ نبی ہیں؟“
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اے ابوذر! میرے پاس دو فرشتے آئے میں
 اس وقت مکہ کے کھلے میدان میں تھا۔ ان میں سے ایک زمین پر اتر آیا اور
 دوسرا آسمان کے درمیان رہا۔ ان دونوں میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے
 کہا: ”کیا یہ وہی ہیں؟“

اس نے جواب دیا: ”ہاں۔“

وہ بولا ”ایک آدمی کے ساتھ ان کا وزن کرو۔“

اس آدمی کے ساتھ میرا وزن کیا گیا تو میرا پلڑا بھاری تھا۔ پھر اس فرشتے نے
 کہا: ”دس آدمیوں کے ساتھ ان کا وزن کرو۔“

ان کے ساتھ میرا وزن کیا گیا تو میرا پلڑا بھاری تھا۔ پھر وہ بولا: ”سوا آدمیوں
 کے ساتھ ان کا وزن کرو۔“

ان کے ساتھ میرا وزن کیا گیا تو بھی میں ہی بھاری تھا۔ پھر وہ بولا: ”ایک ہزار
 آدمیوں کے ساتھ ان کا وزن کرو۔“

ان کے ساتھ میرا وزن کیا گیا تو بھی میرا ہی پلڑا بھاری تھا۔ مجھے یوں محسوس ہوا
 کہ ان لوگوں کا پلڑا اہکا ہونے کی وجہ سے کوئی میرے اوپر نہ گر جائے۔“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا:
 ”اگر پوری امت کے مقابلے میں ان کا وزن کیا جائے تو بھی ان کا پلڑا بھاری ہوگا“

(سنن داری المقدّمہ باب: کیف کان اول شان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رقم الحدیث 14)

حضور نبی کریم ﷺ نے درختوں کو اپنے قدموں میں

بلا کر اپنا میلاد منایا:

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

”ہم ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اسی دوران ایک دیہاتی
 آیا۔ جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت
 کیا: ”تم کہاں جا رہے ہو؟“

اس نے جواب دیا: ”اپنے گھر جا رہا ہوں۔“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: ”کیا تمہیں بھلائی میں کوئی دلچسپی ہے؟“

اس نے جواب دیا: ”وہ کیا ہے؟“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم یہ گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں
 ہے۔ صرف وہی معبود ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد اس کے خاص
 بندے اور رسول ہیں۔“

وہ دیہاتی بولا: ”آپ کی اس بات کی گواہی کون دے گا؟“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”کیکر کا ایک درخت۔“

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخت کو بلایا وہ درخت وادی کے کنارے پر
 موجود تھا۔ وہ زمین کو چیرتا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کے سامنے
 کھڑا ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخت سے تین دفعہ گواہی مانگی، اور
 اس نے اس بات کی گواہی دی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی تھی۔ پھر وہ
 واپس اس جگہ پر چلا گیا جہاں وہ موجود تھا۔

وہ دیہاتی اپنی قوم میں واپس جاتے ہوئے بولا: ”اگر ان لوگوں نے میری
 پیروی کی تو میں انہیں آپ کے پاس لاؤں گا اور اگر نہیں کی تو میں واپس

آ جاؤں گا اور میں آپ کے ساتھ ہوں گا۔“

(مستدرک حاکم رقم الحدیث 100۔ المعجم الصغیر رقم الحدیث 264۔ سنن داری المقدّمہ باب ما اکرم

اللہ پر تعجب سے ایمان آجھ رہا تھا۔ (الحجۃ والجنۃ رقم الحدیث 16)

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

أتی رجل من بنی عامر رسول اللہ ﷺ فقال رسول اللہ ﷺ لا اریک ایه قال بلی قال فاذهب قاعد تلك النخلة فدعاها فجاءت تنفض بین یدیه قال قل لها ترجع قال لها رسول اللہ ﷺ ارجعی فرجعت حتی عادت الی مکانها ترجمہ: ”بنو عامر قبیلے سے تعلق رکھنے والا ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”کیا میں تمہیں ایک نشانی دوں؟“

اس نے کہا: ”جی ہاں۔“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جاؤ اور کھجور کے اس درخت کو بلاؤ۔“

اس نے اس کھجور کے درخت کو بلایا تو وہ چلتا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اس شخص نے عرض کی: ”آپ اسے حکم دیں کہ یہ واپس چلا جائے۔“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخت سے کہا کہ ”واپس چلے جاؤ۔“

تو وہ اس جگہ پر واپس چلا گیا جہاں وہ موجود تھا۔“

(مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث 1954۔ سنن دارمی رقم الحدیث 24)

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

جاء جبریل الی رسول اللہ ﷺ وهو جالس حزين وقد تخضب بالدم من فعل اهل مكة من قریش فقال جبریل یا رسول اللہ هل تحب ان اریک ایه قال نعم فنظر الی شجرة من ورائه فقال ادع بها فدعا بها فجاءت وقامت بین یدیه فقال مرها فلترجع فامرها فرجعت فقال رسول اللہ ﷺ حسبی حسبی۔

ترجمہ: ”جبریل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت غمگین بیٹھے ہوئے تھے کیونکہ قریش سے تعلق رکھنے والے

اہل مکہ کی زیادتی کے نتیجے میں آپ کا خون بہت زیادہ بہہ گیا تھا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی: ”اے اللہ کے رسول! کیا آپ پسند کریں گے کہ میں آپ کو ایک نشانی دکھاؤں۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: ”ہاں۔“

تو حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے موجود ایک درخت کی طرف دیکھا اور عرض کی: ”آپ اسے بلائیں۔“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلایا تو وہ آکر آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ حضرت جبریل علیہ السلام عرض کی: آپ واپس جانے کا حکم دیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا تو وہ واپس چلا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اتنا ہی کافی ہے۔“

(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث 4028۔ سنن دارمی رقم الحدیث 23۔ مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث 12133)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ”اپنے ذکر کا خدا کے ذکر کے ساتھ متصل“ ہونا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے بیان فرما کر اپنا میلاد منایا:

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نزل آدم بالہند واستوحش فنزل جبریل فنادی بالاذان: اللہ اکبر اللہ اکبر! اشہدان لا الہ الا اللہ مرتین! اشہدان محمد رسول اللہ مرتین! قال آدم: من محمد! قال آخر ولدك من الانبیاء۔

ترجمہ: ”حضرت آدم علیہ السلام ہند میں نازل ہوئے اور (زمین پر نزل کے بعد) انہوں نے وحشت محسوس کی تو (ان کی وحشت و تنہائی دور کرنے کے لئے) جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور اذان دی اللہ اکبر! اللہ اکبر! اشہدان لا الہ الا اللہ دو مرتبہ کہا اشہدان محمد رسول اللہ دو مرتبہ کہا تو حضرت آدم

فلینہام نے دریافت کیا: ”محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟“

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا: ”آپ کی اولاد میں آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔“

(تاریخ مدینہ دمشق، جلد 7، صفحہ 437۔ مسند الفردوس، جلد 4، صفحہ 6798۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 5، صفحہ 107)

☆ حضرت فضالہ بن عبید اللہؓ بیان کرتے ہیں کہ

”حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دوران نماز اس طرح دعا مانگتے ہوئے سنا کہ اس نے اپنی دعا میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجا اس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عجل هذا، ثم دعاه فقال له أو بغيرة: إذا صلي أحدكم فليبدأ بتحميد الله والثناء عليه ثم ليصل على النبي ﷺ ثم ليدع بعد بما شاء.

ترجمہ: ”اس شخص نے جلدی سے کام لیا“ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے پاس بلایا اور اسے یا اس کے علاوہ کسی اور کو (ازراہ تعین) فرمایا کہ ”جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اسے چاہئے کہ وہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بزرگی بیان کرے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی مجھ) پر درود بھیجے پھر اس کے بعد جو چاہے دعا مانگتے تو اس کی دعا قبول ہوگی۔“

(جامع ترمذی، کتاب الدعوات، باب: ما جاء في جامع الدعوات، رقم الحديث: 3477۔ سنن ابوداؤد، رقم الحديث 1481۔ مسند احمد، جلد 6، صفحہ 18، رقم الحديث 23982۔ صحیح ابن حبان، جلد 5، صفحہ 290۔ صحیح ابن خزیمہ، جلد 1، صفحہ 351، رقم الحديث 710-709۔ المستدرک للحاکم، جلد 1، صفحہ 401، رقم الحديث 989)۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نعت خواں حضرت حسان

بن ثابتؓ کی حوصلہ افزائی فرما کر اپنا میلاد منایا:

☆ حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ:

سمعت رسول الله ﷺ يقول لحسان: ان روح القدس لا يزال يؤيدك ما نأفحت عن الله ورسوله، وقالت: سمعت رسول الله ﷺ يقول: هجاهم حسان فشفى واشتفى قال حسان:

هجوت محمد فاجبت عنه وعند الله في ذلك الجزاء
هجوت محمد برا حنيفاً رسول الله شيمته الوفاء
فان ابى واولده وعرضى لعرض محمد منكم وقاء
ترجمہ: ”(اے حسان) جب تک تم اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان کا دفاع کرتے رہو گے روح القدس (یعنی جبرائیل علیہ السلام) تمہاری تائید کرتے رہیں گے۔“

نیز حضرت عائشہؓ نے فرمایا: ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ”حسان نے کفار قریش کی جھوکر کے مسلمانوں کو شفا دی (یعنی ان کا دل ٹھنڈا کر دیا) اور اپنے آپ کو شفا دی (یعنی اپنا دل ٹھنڈا کیا)۔“

حضرت حسانؓ نے (کفار کی جھوکیں) کہا: ”تم نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جھوکی تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جو اب دیا ہے اور اس کی اصل جزا اللہ ہی کے پاس ہے۔ تم نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جھوکی جو نیک اور ادیان باطلہ سے اعراض کرنے والے وہ اللہ تعالیٰ کے (سچے) رسول ہیں اور ان کی خصلت وفا کرنا ہے۔ بلاشبہ میرا باپ، میرے اجداد اور میری عزت (ہمارا سب کچھ) محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے دفاع کے لئے تمہارے خلاف ڈھال ہیں۔“

(صحیح بخاری، کتاب المناقب، من احب ان لا یسب نہ، رقم الحديث: 3338۔ صحیح مسلم، رقم الحديث 3490-2489۔ صحیح ابن حبان، جلد 13، صفحہ 103، رقم الحديث 5787)۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے نعت خواں حضرت عامر

رضی اللہ عنہ کی حوصلہ افزائی کر کے اپنا میلاد منایا:

☆ حضرت سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

خرجنا مع النبی ﷺ الى خيبر فسرنا ليلاً فقال من القوم
لعامر: يا عامر الا تسمعنا من هنيئاتك وكان عامر رجلاً
شاعراً فنزل يجذبو بالقوم يقول:

اللهم لا لانت ما اهتدينا ولا تصدنا ولا صليتنا
فاغفر فداءك ما ألقينا وثبت الاقدام ان لاقينا
والقين سكينه علينا انا اذا صيح بنا ابينا
وبالعباح عولوا علينا

فقال رسول الله ﷺ: من هذا السائق: قالوا: عامر بن
الأكوع قال: يرحمه الله جل من القوم: وجبت.

ترجمہ: ”ہم حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ خیبر کی جانب نکلے۔ ہم رات کے
وقت سفر کر رہے تھے کہ ہم میں سے ایک آدمی نے حضرت عامر رضی اللہ عنہ سے کہا:
”اے عامر! آپ ہمیں اپنے شعر کیوں نہیں سناتے؟“

حضرت عامر شاعر تھے۔ چنانچہ وہ نیچے اتر آئے اور لوگوں کے سامنے یوں
حدی خوانی کرنے لگے:

”اے اللہ تعالیٰ! اگر تیری مدد و نصرت ہمارے شامل حال نہ ہوتی تو نہ ہم
ہدایت یافتہ ہو جتے اور نہ ہی صدقہ کرتے اور نہ ہی نماز ادا کرتے۔ پس تو ہم پر
سکینہ نازل فرما اور جب دشمنوں سے ہمارا سامنا ہو تو اس میں ثابت قدم رکھ اور
ہم پر سکینہ نازل فرما اور دشمن ہم پر چلائے یا ہم پر حملہ آور ہو تو ہم اس کا انکار
کریں۔ (یعنی اس کا مقابلہ کریں)۔“

تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”یہ حدی خوانی کرنے والا کون ہے؟“
لوگوں نے عرض کیا: ”عامر بن اکوع ہے۔“

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔“

ہم میں سے ایک شخص (حضرت عمر) کہنے لگے کہ ”ان کے لئے (شہادت اور
جنت) واجب ہوگی۔“

(صحیح بخاری رقم الحدیث: 3960۔ صحیح مسلم رقم الحدیث: 1802۔ الاحادیث المختارہ جلد 1
صفحہ 101 رقم الحدیث 5۔ المعجم الکبیر الطبرانی جلد 7 صفحہ 31 رقم الحدیث 6294)۔

حضور نبی کریم ﷺ نے نعت خوانی کرنے پر بنو نجار

کی بچیوں کی حوصلہ افزائی فرما کر اپنا میلاد منایا:

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

أن النبی ﷺ مر ببعض المدينة فاذا هو بجوار ريض بن
بدفهن ويتغنين ويقولن:

جوار من بنی النجار یا حبذا محمد من جار

فقال النبی ﷺ: يعلم الله اني لا حبكن راذا ابن ماجه وفي

رواية: فقال النبی ﷺ اللهم بارك فيهن

ترجمہ: ”حضور نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ کی گلیوں سے گزرے تو چند
لڑکیاں دف بجار ہی تھیں اور گا کر کہہ رہی تھیں: ”ہم بنو نجار کی بچیاں کتنی خوش
نصیب ہیں کہ محمد ﷺ (جیسی ہستی) ہمارے پاس ہے۔“

تو حضور نبی کریم ﷺ نے (ان کی نعت سن کر) فرمایا: ”(میرا) اللہ خوب جانتا
ہے کہ میں تم سے بے حد محبت کرتا ہوں۔“

اور ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! انہیں برکت
عطا فرما۔“

(سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب الغناء والدف، رقم الحدیث 1899۔ مسند ابو یعلیٰ،

جلد 6، صفحہ 134 رقم الحدیث 3409۔ فتح الباری، جلد 7 صفحہ 261۔ مجمع الزوائد جلد 10، صفحہ 46۔
حلیۃ الاولیاء جلد 3، صفحہ 120۔ الاحادیث المختارہ، جلد 1، صفحہ 75 رقم الحدیث 62۔ عمل الیوم واللیلۃ
للساکی جلد 1، صفحہ 190 رقم الحدیث 229)

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت اسود بن سریع رضی اللہ عنہ سے

سے اپنی نعت سن کر اپنا میلاد منایا:

☆ حضرت اسود بن سریع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

قلت یا رسول اللہ: انی قد مدحت ببأمری. فقال
النبی ﷺ: هات وابدأ بمدحہ اللہ

ترجمہ: ”میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا: ”یا رسول
اللہ ﷺ! بے شک میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی ہے اور آپ ﷺ کی
نعت بیان کی ہے۔“

پس آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”(مجھے بھی سناؤ) اور ابتدا اللہ تعالیٰ کی حمد
سے کرو۔“

(المعجم الکبیر للطبرانی، جلد 1 صفحہ 287 رقم الحدیث: 843۔ مسند احمد، جلد 4 صفحہ 24 رقم
الحدیث 15711۔ شعب الایمان للصبیحی جلد 4 صفحہ 89 رقم الحدیث 4365۔ اکامل لابن عدی،
جلد 5 صفحہ 200۔ الادب المفرد للبخاری جلد 1 صفحہ 126 رقم الحدیث: 342)

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس بن

عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے اپنی نعت سن کر اپنا میلاد منایا:

☆ حضرت خرم بن اوس بن حارثہ بن لام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

کنا عند النبی ﷺ فقال له العباس رضی اللہ عنہ
لبطلب: یا رسول اللہ انی أريد أن أمدحك

فقال النبی ﷺ: هات لا يفيض الله فالك فأنشأ العباس

رضی اللہ عنہ يقول

وانت لها ولدت اشرقت الارض وضاءت بنورك الالقي
فنحن في الفياء وفي النور وسبل الرشاد نختوق
ترجمہ: ”ہم حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ تو
حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا:
”یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کی مدح و نعت پڑھنا چاہتا ہوں۔“
تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”لاؤ مجھے سناؤ اللہ تعالیٰ تمہارے دانت صحیح
وسالم رکھے (یعنی تم اس طرح کا عمدہ کلام پڑھتے رہو)۔“

تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یہ پڑھنا شروع کیا۔
”اور آپ ﷺ وہ ذات ہیں کہ جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو
(آپ کے نور سے) ساری زمین چمک اٹھی اور آپ کے نور سے افق عالم روشن
ہو گیا پس ہم ہیں اور ہدایت کے راستے ہیں۔ اور ہم آپ کی عطا کردہ روشنی

اور آپ ہی کے نور میں ان (ہدایت کی راہوں) پر گامزن ہیں۔“

(المعجم الکبیر للطبرانی جلد 3 صفحہ 369 رقم الحدیث 5417۔ المعجم الکبیر للطبرانی جلد 4 صفحہ 213۔ مجمع
الزوائد جلد 8 صفحہ 217۔ الاصابہ جلد 2 صفحہ 274 رقم الحدیث 2247۔ الاستعاب لابن عبدالمبر
جلد 6 صفحہ 447 رقم الحدیث 664۔ حلیۃ الاولیاء جلد 1 صفحہ 36۔ صفوۃ الصفوۃ جلد 1 صفحہ 53۔ سیر
اعلام النبلاء للذہبی جلد 2 صفحہ 106)

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی انگلی کے اشارے سے

آسمان سے بارش برساکر اپنا میلاد منایا:

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ”حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ مبارک
میں ایک دفعہ اہل مدینہ (شدید) قحط میں مبتلا ہو گئے۔ آپ ﷺ خطبہ جمعہ
ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کیا: ”یا رسول اللہ
ﷺ! گھوڑے ہلاک ہو گئے، بکریاں مر گئیں، اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ
ہمیں پانی عطا فرمائے۔“

آپ ﷺ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھادیئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”اس وقت آسمان شیشے کی طرح صاف تھا لیکن ہوا چلنے لگی، بادل گھر کر جمع ہو گئے اور آسمان نے ایسا اپنا منہ کھولا کہ ہم برسی ہوئی بارش میں اپنے گھروں کو گئے اور متواتر اگلے جمعہ تک بارش ہوتی رہی۔ پھر (آئندہ جمعہ المبارک) وہی شخص یا کوئی دوسرا آدمی کھڑا ہو کر عرض گزار ہوا، یا رسول اللہ ﷺ! گھرتا ہوا رہے ہیں، لہذا اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ اب اس (بارش) کو روک لے۔“

تو آپ ﷺ (اس شخص کی بات سن کر) مسکرا پڑے اور (اپنے سر اقدس کے اوپر بارش کی طرف انگلی مبارک سے اشارہ کرتے ہوئے) فرمایا: ”ہمیں چھوڑ کر ہمارے گرداگرد برس۔“

تو ہم نے دیکھا کہ اس وقت بادل مدینہ منورہ کے اوپر سے ہٹ کر یوں چاروں طرف چھٹ گئے گویا وہ تاج ہیں۔“

(صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام رقم الحدیث 3389۔ صحیح مسلم کتاب الاستسقاء، باب الدعاء فی الاستسقاء، رقم الحدیث 897۔ سنن ابوداؤد، کتاب صلاة الاستسقاء، باب رفع المیدین فی الاستسقاء، رقم الحدیث 1174۔ المعجم الاوسط جلد 3 صفحہ 95 رقم الحدیث 2601۔ الادب المفرد جلد 1 صفحہ 214 رقم الحدیث 612)

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابی رضی اللہ عنہ کو اپنے

وسیلے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگنے کا

طریقہ سکھا کر اپنا میلاد منایا:

☆ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

أن رجلاً ضرير البصر أتى النبي ﷺ فقال: ادع الله لي أن يعافيني فقال: ادعه فأمر أيتوضأ فيحسن وضوءه ويصلي ركعتين. ويدعو بهذا الدعاء: اللهم اني أسألك وأتوجه

اليك بمحمد نبي الرحمة يا محمد الى قد توجهت بك الى رب في حاجتي هذه للتقضي اللهم فشفعه في.

ترجمہ: ”ایک نابینا شخص حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ”یا رسول اللہ ﷺ! میرے لئے خیر و عافیت (یعنی بینائی کے لوٹ آنے) کی دعا فرمائیے۔“

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اگر تو چاہے تو تیرے لئے دعا کو مؤخر کر دوں جو تیرے لئے بہتر ہے۔ اور اگر تو چاہے تو تیرے لئے (ابھی) دعا کر دوں۔“

اس نے عرض کیا (یا رسول اللہ ﷺ) دعا فرما دیجئے۔“

رسول اللہ ﷺ نے اسے اچھی طرح وضو کرنے اور دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم دیا اور فرمایا اس کے بعد یہ دعا کرنا۔ اللهم اني أسألك وأتوجه اليك بمحمد نبي الرحمة يا محمد أني توجهت بك الى رب في حاجتي هذه لتقضي. اللهم فشفعه في۔“ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں نبی رحمت محمد مصطفیٰ ﷺ کے وسیلہ سے، اے محمد! میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرتا ہوں، تاکہ پوری ہو، اے اللہ! میرے حق میں سرکارِ دو عالم ﷺ کی شفاعت قبول فرما۔“

(جامع ترمذی، کتاب الدعوات، باب فی دعاء الضعیف، رقم الحدیث 3578۔ سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیما، باب ماجاء فی الحاجۃ، رقم الحدیث 1385۔ سنن کبریٰ للنسائی، جلد 6 صفحہ 168 رقم الحدیث: 10494)

میلاد مصطفیٰ ﷺ پر اظہار مسرت پر کافر کے عذاب

میں تخفیف:

☆ امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

قال عروة وثوبية مولاة لابی لهب كان ابولهب اعتقها فا
رضعت النبی ﷺ فلما مات ابولهب اریه بعض اهله بشر
حیبة قال له ما ذالقییت قال ابولهب لم الق بعد کم غیر
انی سقییت فی هذه بعثاقتی تویبة۔

ترجمہ: ”عروہ نے بیان کیا ہے کہ ثوبیہ ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی ہے ابولہب
نے اسے آزاد کیا تو اس نے نبی کریم ﷺ کو دودھ پلایا۔ پس جب ابولہب
مر گیا تو اس کے بعض اہل خانہ کو وہ برے حال میں دکھایا گیا اس نے اسے
(یعنی ابولہب سے) پوچھا: ”تو نے کیا پایا؟“

ابولہب بولا: ”تمہارے بعد میں نے کوئی راحت نہیں پائی سوائے اس کے کہ
ثوبیہ کو آزاد کرنے کی وجہ سے جو اس (چھٹکی) سے پلایا جاتا ہے۔“

(صحیح بخاری کتاب النکاح باب: واما تلک الملالی ارضعتکم جلد 2 صفحہ 764 رقم الحدیث 4813)
اس کے علاوہ یہ واقعہ ان کتب میں بھی موجود ہے (مصنف عبدالرزاق جلد 7 صفحہ 478 رقم
الحدیث 13955۔ مصنف عبدالرزاق جلد 9 صفحہ 26 رقم الحدیث 16350۔ سنن کبریٰ للبخاری
جلد 7 صفحہ 164 رقم الحدیث 16350۔ شعب الایمان للبخاری جلد 1 صفحہ 261 رقم
الحدیث 281۔ دلائل النبوة للبخاری جلد 1 صفحہ 149۔ صفة الصفوة لابن جوزی جلد 1 صفحہ 62۔
الروض الانف فی تفسیر السیرة النبویہ لابن ہشام جلد 3 صفحہ 98-99۔ الہدایہ وانصاہ جلد 2
صفحہ 230-229۔ تاریخ دمشق الکبیر جلد 67 صفحہ 172-171۔ نصب الراية جلد 3
صفحہ 168۔ فتح الباری جلد 9 صفحہ 145۔ عمدة القاری جلد 20 صفحہ 95۔ حقائق الانوار
جلد 1 صفحہ 134۔ شرح بحیة الحافل للعامری جلد 1 صفحہ 41۔ الی وی للفتاویٰ جلد 1 صفحہ 196۔ تاریخ
الغنی جلد 1 صفحہ 222۔ المواہب اللدنیہ جلد 1 صفحہ 27۔ مدارج النبوة جلد 2 صفحہ 19۔ عرف
التعریف بالمولد الشریف۔ الحاوی جلد 1 صفحہ 197)۔

اس کے علاوہ اہی حدیث کوئی نفین میلاد کے ایک گروہ کے محدث اعظم انور شاہ
کشمیری نے ”فیض الباری جلد 4 صفحہ 278 پر، غیر مقلدین دہابیہ نجدیہ کے امام العصر
ابراہیم میرسیا لکھوٹی نے ”سیرۃ المصطفیٰ صفحہ 154 حاشیہ پر، وحید الزمان نے ”تیسر الباری
جلد 7 صفحہ 31“ پر، اور دیوبندیوں اور ان کے مشترکہ امام عبداللہ بن محمد بن عبد الوہاب

نجدی نے ”مختصر سیرۃ الرسول صفحہ 13“ پر میں بطور استدلال نقل کیا ہے۔

ابولہب کو خواب میں دیکھنے والا کون تھا؟

☆ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ: ”حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا بیان
ہے کہ ”جب ابولہب مر گیا تو میں نے سال کے بعد اسے خواب میں برے حال
میں دیکھا۔“ (فتح الباری جلد 9 صفحہ 145)

معلوم ہوا کہ ابولہب کو خواب میں نبی کریم ﷺ کے حقیقی چچا حضرت عباس
رضی اللہ عنہ نے دیکھا تھا۔

فائدہ: مذکورہ بالا روایت سے یہ معلوم ہو گیا کہ ابولہب جیسا بد بخت کافر جس کی
مذمت میں قرآن مجید کی ایک پوری سورت

”تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَہَبٍ وَتَبَّ ①“

”تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا۔“

نازل ہوئی جب اسے میلاد مصطفیٰ ﷺ پر خوشی کرنے کی وجہ سے محروم نہیں رکھا گیا
بلکہ اس کے عذاب میں تخفیف کر دی گئی تو ایک مسلمان جو نبی کریم ﷺ کا سچا غلام ہو اس
کے متعلق کیا خیال ہے؟ بارگاہِ خداوندی میں اسے کس قدر انعامات سے نوازا جائے گا۔

روایت مذکورہ پر محدثین کے تبصرے:

اکثر محدثین کرام رضی اللہ عنہم نے اس روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے سے میلاد النبی
ﷺ پر خوشی منانے اور محفل میلاد کے انعقاد کے ثبوت پر بطور دلیل پیش کیا ہے۔ چند
ایک محدثین کی تصریحات پیش خدمت ہیں۔

شیخ القراء والمحدثین الحافظ شمس الدین محمد بن عبداللہ جزری المتوفی ١٠٥٠ھ
اپنی تصنیف ”عرف التعریف بالمولد الشریف“ میں تحریر فرماتے ہیں:

فاذا کان ابولہب الکافر الذی نزل القرآن بذمہ جوزی فی
النار بفرحہ لیلة مولد النبی ﷺ بہ فمال حال المسلم

الموحد من امة محمد ﷺ فبشره مولده وبذل ما يصل اليه
قدرته في محبته لعمرى انما يكون جزاءه من الله الكريم ان
يدخله بفضل جنات النعيم.

ترجمہ: ”جب نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کے موقع پر خوشی منانے
کے اجر میں اس ابولہب کے عذاب میں بھی تخفیف کر دی جاتی ہے جس کی
مذمت میں قرآن مجید میں ایک مکمل سورت نازل ہوئی ہے۔ تو امت
محمدیہ ﷺ کے اس مسلمان کو ملنے والے اجر و ثواب کا کیا عالم ہوگا جو
آپ ﷺ کے میلاد کی خوشی مناتا ہے اور آپ ﷺ کی محبت اور آپ کے
عشق میں حسب استطاعت خرچ کرتا ہے؟ خدا کی قسم! میرے نزدیک
اللہ تعالیٰ ایسے مسلمان کو اپنے محبوب ﷺ کی خوشی منانے کے طفیل جنت عطا
فرمائے گا۔“ (الحادی للفتاویٰ جلد 1 صفحہ 196)

علامہ ابن جزری کی یہ عبارت درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے:

(حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ 238۔ سیرت حلبیہ جلد 1 صفحہ 137۔ تاریخ الخلفاء جلد 1 صفحہ 222۔
سبل الامجدی والارشاد جلد 1 صفحہ 455۔ جو اسیر السامرا جلد 3 صفحہ 338۔ زرقانی علی الواہب جلد 1
صفحہ 139۔ حسن المقصد فی عمل المولد صفحہ 66)۔

(2) حافظ شمس الدین محمد بن ناصر الدین دمشقی المتوفی 842ھ اپنی تصنیف ”موردا

اصادی فی مولد الہادی“ میں تحریر فرماتے ہیں:

قد صرح ان ابالہب يخفف عنه عند النار في مثل يوم

الاثنين باعتاقه ثوبية مسرورا بميلاد النبي ﷺ.

”یہ بات صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ میلاد انبی ﷺ کی خوشی میں ثوبیہ کو
آزاد کرنے کے صلہ میں ہر سوموار کو ابولہب کے عذاب میں کمی کی جاتی ہے۔“
اس کے بعد آپ نے یہ اشعار کہے:

اذا كان هذا كافر جاء ذمه

وتبت يداه في يوم الجحيم مغلدا

اتي انه في يوم الاثنين دائما
يخفف عنه للسور باحمدا
فما الظن بالعبد الذي طول عمره
باحمد مسرورا ومات موحدًا

”جب ابولہب جیسا کافر و شرک جس کی مذمت میں ”تَبَّتْ يَدَا“ نازل
ہوئی، وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا، یہ بات ثابت ہے کہ ہمیشہ سوموار کو نبی
کریم ﷺ کے میلاد پر خوشی کرنے کی وجہ سے اس پر عذاب کم کر دیا جاتا
ہے۔ تو کتنا خوش نصیب ہوگا وہ مسلمان جس کی ساری زندگی عبادت الہی اور
میلاد شریف کی خوشیوں میں بسر ہوئی اور وہ حالت ایمان پر فوت ہوا“
(حجۃ اللہ العالمین صفحہ 238۔ الحاوی للفتاویٰ جلد 1 صفحہ 197۔ حسن المقصد من عمل المولد
صفحہ 66)

شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے ابولہب کا واقعہ ذکر کرنے کے
بعد تحریر فرمایا ہے کہ:

”در اینجا سند است مراحل مواید را کہ در شب میلاد آنحضرت ﷺ سرور کند و
بدل اموال نمایند یعنی ابولہب کہ کافر بود و قرآن بمذمت دے نازل شدہ چوں
بسرور میلاد آنحضرت ﷺ و بذل شیر جاریہ دے بجمعت آنحضرت ﷺ
جزا دادہ شد تا حال مسلمان کہ مملوست بجمعت و سرور و بذل مال دروے چہ باشد۔“

ترجمہ: اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کی ولادت کی رات محفل میلاد منعقد
کرنے والوں اور اس پر خوشی منانے والوں کیلئے دلیل ہے کہ وہ اس سلسلہ میں
مال خرچ کریں، ابولہب جو کافر تھا جس کی مذمت میں قرآن (کی آیات)
نازل ہوئیں۔ جب اس نے رسول اللہ ﷺ کے میلاد کی خوشی منائی تو اسے
اس کی جزا ملی تو جو مسلمان رسول اللہ ﷺ کی محبت اور خوشی میں مال خرچ
کریں گے ان کی جزا کا کیا عالم ہوگا؟۔ (مدارج النبی جلد 2 صفحہ 19)

ایک تبصرہ منکرین میلاد کے گھر سے:

مخالفین میلاد کے ایک گروہ کے پیشوا مفتی رشید احمد لدھیانوی نے لکھا ہے کہ: ”جب ابولہب جیسے بد بخت کافر کے لیے میلاد النبی ﷺ کی خوشی کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہوگئی تو جو کوئی امتی آپ ﷺ کی ولادت کی خوشی کرے اور حسب وسعت آپ ﷺ کی محبت میں خرچ کرے تو کیوں کرا علیٰ مراتب حاصل نہ کرے گا۔“ (احسن الفتاویٰ جلد 1 صفحہ 347-348)

☆ حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ نے کیا خوب فرمایا:

شب ولادت میں سب مسلمان نہ کیوں جان و مال قربان
ابولہب جیسا سخت کافر خوشی میں فیض پارہا ہے

روایت مذکورہ پر منکرین میلاد کے اعتراضات اور ان کے

تحقیقی جوابات:

اب تک ہمارے سامنے منکرین میلاد مصطفیٰ ﷺ کی طرف سے پانچ اعتراضات سامنے آئے ہیں اور وہ یہ ہیں:

- 1- یہ روایت مرسل ہے اس لیے قابل حجت نہیں۔
- 2- یہ خواب کا معاملہ ہے اور خواب حجت نہیں ہوتے۔
- 3- یہ قرآنی نصوص کے خلاف ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حالت کفر پر فوت ہونیوالوں کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:
فلا يخفف عنهم العذاب ولا هم ينظرون
”ان کے عذاب میں تخفیف نہ کی جائے گی اور نہ ہی ان پر نظر عنایت ہوگی۔“
- 4- ابولہب نے ثویبہ کو نبی کریم ﷺ کی ولادت کے وقت آزاد نہیں کیا تھا۔
- 5- میلاد النبی ﷺ پر خوشی منانا ابولہب کی سنت ہے۔

اب ہم ان اعتراضات کے ترتیب وار جوابات ہدیہ قارئین کرتے ہیں۔ اس سے

پہلے ایک بات ذہن نشین کر لیجئے۔

ایک ضروری بات:

یہ بات ذہن نشین رہے کہ محفل میلاد النبی ﷺ پر ہمارے ہاں یہ روایت بطور بنیاد و حجت نہیں بلکہ ہم اس روایت کو بطور تائید پیش کرتے ہیں۔
محفل میلاد النبی ﷺ کے ثبوت پر تو ہمارے پاس قرآن و سنت سے بے شمار دلائل ہیں جو پہلے بیان ہو چکے ہیں۔

پہلا اعتراض اور اس کا جواب:

اعتراض: ”یہ روایت مرسل ہے اس لیے قابل حجت نہیں۔“

جواب: اس کے جواب میں ہم آئمہ حدیث کی آراء نقل کرتے ہیں جس سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی کہ مرسل روایت مقبول ہوتی ہے یا نہیں؟
☆ امام ذہبی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ:

”جب اجل تابعی تک مرسل روایت صحیح ثابت ہو جائے تو قابل حجت ہوگی۔“
(الموطأ فی علم مصطلح الحدیث: صفحہ 39)

☆ حافظ الحدیث امام اجل امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ ابن جریر کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

اجمع التابعو بأسرهم علی قبول المرسل ولم يات عنهم انكاره ولا عن الاثمة بعد هم الى رأس الماتين.
ترجمہ: ”تمام تابعین مرسل روایت کے مقبول ہونے پر متفق ہیں۔ ان میں سے کسی سے بھی انکار منقول نہیں اس کے بعد دو سو سال تک بھی کسی امام نے انکار نہیں کیا۔“
(تدريج الراوی جلد 1 صفحہ 198)

آئمہ اربعہ امام اعظم ابو حنیفہ امام مالک امام شافعی اور امام احمد بن حنبل (رحمہم اللہ) اس بات پر متفق ہیں کہ حدیث مرسل قابل حجت ہوتی ہے، تین آئمہ کے نزدیک تو بغیر کسی شرط

کے اور امام شافعی کے نزدیک اس کی مقبولیت کی کچھ شرائط ہیں۔

☆ حافظ ابن عسقلانی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ:

”امام احمد کے ایک قول اور مالکی و حنفی فقہاء کے مطابق حدیث مرسل مطلقاً

مقبول ہوتی ہے۔ امام شافعی یہ کہتے ہیں کہ اگر کسی اور سند (خواہ وہ سند متصل ہو یا

مرسل) سے مرسل روایت کی تائید ہو جائے تو وہ مقبول ہے ورنہ نہیں۔“

(نزهة النظر بشرح منجبة الفكر في مصطلح الحديث اهل الشافعية صفحہ 36-37)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

”نزد امام ابوحنیفہ و مالک رحمہما مقبول است مطلقاً و ایشان گویند کہ ارسال

بجہت کمال وثوق و اعتماد است زیرا کہ کلام در ثقہ است و اگر نزد دوسے کی صحیح

نبود ارسال نمی نمود قال رسول اللہ نمی گفت و نزد امام شافعی رحمہ اللہ اگر حدیث

مرسل اعتضاد یا بدبو جسے دیگر مقبول است و از امام احمد در قول است بقولے

مقبول و بقولے توقف۔“

ترجمہ: ”امام ابوحنیفہ امام مالک رحمہما کے نزدیک مرسل روایت ہر حال میں

مقبول ہے۔ دلیل یہ ہے کہ ارسال کمال وثوق اعتماد کی وجہ سے ہوتا ہے کیونکہ

گفتگو ثقہ میں ہو رہی ہے اور اگر وہ روایت اس ثقہ کے نزدیک صحیح نہ ہوتی تو وہ

اسے روایت کرتے ہوئے یہ نہ کہتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے۔ امام

شافعی کے نزدیک اگر کسی اور ذریعہ سے مرسل کی تائید ہو جائے تو مقبول ہوگی

اور امام احمد کے دو اقوال ہیں ایک اب کے مطابق مقبول اور دوسرے کے

مطابق توقف۔“ (مقدمۃ اشعة المعات شرح مشکوٰۃ)

☆ شیخ محمود الطحان استاذ کلیۃ الشریعۃ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ نے مرسل روایت

کے متعلق تین اقوال ذکر کیے ہیں۔ ان میں سے دوسرا اور تیسرا قول ان الفاظ

میں بیان کرتے ہیں۔

(ب) صحیح: تحتج بہ عند الائمة الثلاثة في المشهور عنه

بشرط ان يكون المرسل ثقة ولا يرسل الا عن ثقة وحتهم

ان التابعي الثقة لا يستحل ان يقول قال رسول الله ﷺ

الا اذا سمعه من ثقة.

ترجمہ: ”دوسرا قول یہ ہے کہ مرسل صحیح اور قابل استدلال ہوتی ہے۔ یہ تین

آئمہ ابوحنیفہ مالک اور مشہور قول کے مطابق احمد کا قول ہے۔ بشرطیکہ ارسال

کرنے والا ثقہ ہو اور ثقہ سے ارسال کرتا ہو۔ دلیل یہ ہے کہ ثقہ تابعی کسی ثقہ

سے سنے بغیر کیسے کہہ سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا:

(ج) قبولہ بشرط ای یصح بشرط هذا عند الشافعي

وبعض اهل علم.

ترجمہ: ”تیسرا قول یہ ہے کہ مرسل شرائط کے ساتھ مقبول ہوگی یہ امام شافعی اور

دوسرے اہل علم کی رائے ہے۔“ (تیسرے مصطلح الحدیث صفحہ 72)

☆ شیخ محمود الطحان کی اس عبارت نے یہ بھی واضح کر دیا کہ امام احمد بن حنبل کے مرسل

روایت میں دو اقوال ضرور ہیں۔ مگر مشہور قول یہی ہے کہ آپ کے نزدیک مرسل روایت

مقبول ہے۔

بعض احباب فوراً یہ کہہ دیتے ہیں کہ مرسل روایت کو محدثین قبول نہیں کرتے۔ تو اس

سلسلہ میں ہماری عرض یہ ہے کہ ان آئمہ اربعہ سے بڑھ کر کون محدث ہے؟ یقیناً یہ لوگ محدث

بھی ہیں مجتہد بھی اور فقیہ بھی جن کی رائے بہر طور دوسرے محدثین پر غالب و فائق ہے۔

رہا یہ کہ محدثین کے متعلق یہ کہنا کہ وہ مرسل کو کسی حال میں بھی قبول نہیں کرتے محل نظر

ہے امام ابو داؤد جو ایک عظیم محدث ہیں فرماتے ہیں کہ:

اما المراسيل فقد كان اكثر العلماء يحتجون بها فيها مضي

مثل سفیان الثوری و او زاعی حتی جاء الشافعي رحمہ اللہ

فتكلم في ذلك و تابعه عليه احمد و غيره

ترجمہ: ”مراسیل سے اکثر علماء مثلاً سفیان ثوری مالک اور ازاعی جیسے لوگ

استدلال کرتے تھے مگر جب امام شافعی تشریف لائے تو انہوں نے مرسل کے بارے میں اختلاف کیا اور امام احمد وغیرہ نے ان کی اتباع کی۔“

(رسالہ ابی داؤد والی اہل مکہ صفحہ 24)

ہم نے یہ تمام اقوال مرسل روایت کے مقام کو واضح کرنے کیلئے ذکر کیے ہیں۔ اگرچہ ہماری رائے علماء محققین کے ساتھ ہے جنہوں نے اعتدال کی راہ اختیار کرتے ہوئے فرمایا کہ:

”اگر ارسال کرنے والے کے بارے میں معلوم و معروف ہو کہ وہ ثقہ مشہور سے ہی ارسال کرتا ہے تو پھر اس کی روایت مقبول ہوگی ورنہ نہیں۔“

حافظ صلاح الدین ابوسعید خلیل التوفی 761ھ نے مرسل روایت کے متعلق دس اقوال ذکر کیے ہیں اور ان میں سے مختار قول کی نشاندہی ان الفاظ میں کی ہے:

سابعها ان كان المرسل عرف من عاداته انه لا يرسل الا عن

ثقة مشهور قبل والا لا وهو المختار

ترجمہ: ”ساتواں قول یہ ہے کہ ارسال کرنے کی اگر عادت معلوم ہو کہ وہ ثقہ

سے ہی ارسال کرتا ہے تو اس کی روایت مقبول ہوگی ورنہ نہیں اور یہی قول مختار

ہے۔“

دوسرا اعتراض اور اس کا جواب:

اعتراض: اس روایت پر دوسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ ”یہ خواب کا معاملہ ہے

اور خواب حجت نہیں ہوتے۔“

جواب: اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے محقق العصر مفتی محمد خان قادری

صاحب مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں کہ:

”اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ غیر نبی کا خواب واقعی حجت شرعی نہیں ہوتا اور نہ

ہی ہم اس روایت کو بطور حجت ذکر کرتے ہیں بلکہ ہم تو بطور تائید اسے لاتے

ہیں، لیکن یہ کہاں لازم آجاتا ہے کہ اس سے کوئی فائدہ ہی نہ ہو۔ قرآن نے فی

الجملہ غیر مسلم کے خواب کا سچا ہونا اور اس سے بعض حقائق کا پتہ چلانا بیان کیا ہے۔ سورہ یوسف میں ہے کہ قید خانہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھی تھے انہیں خواب آیا انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے بیان کیا، آپ علیہ السلام نے ان کو تعبیر سے آگاہ فرمایا جو واقعہ کچھ ثابت ہوئیں آپ نے ان کے خواب سننے کے بعد انہیں توحید و ایمان کی طرف دعوت دی جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ دونوں حالت کفر پر تھے۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہاں دو باتیں ہیں ایک یہ کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو خواب آیا جس میں ابولہب نے کہا ثویبہ کی آزادی کی برکت سے سوموار کو میرے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے اور دوسری یہ کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بیداری کی حالت میں فرمایا: **وذلك ان النبي ﷺ ويوم الاثنين وكأنت ثويبة بشرت ابالهب مولده واعتقها.**

ترجمہ: ”کہ عذاب میں تخفیف کی وجہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سوموار کو پیدا ہوئے اور ثویبہ نے ابولہب کو ولادت کی خبر دی تو اس نے اسے آزاد کر دیا۔“

(فتح الباری جلد 5 ص 118)

تو یہ صرف خواب نہیں بلکہ صحابی رسول ترجمان القرآن کا ایک قول ہے جو حدیثی و اجتہادی ہونے کی وجہ سے مرفوع کا درجہ رکھتا ہے۔

تیسری بات یہ کہ معاذ اللہ یہ غلط قسم کا خواب تھا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بیان ہی نہ کرتے اور اگر انہوں نے بیان کر ہی دیا تو دیگر صحابہ و تابعین اس کی تردید کر دیتے حالانکہ ایسی کوئی بات کتب میں نہیں بلکہ سبھی نے اسے نقل کر کے اس سے مسائل کا احکام کیا ہے۔

یہاں ایک سوال یہ بھی کیا جاتا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بات اس لیے قابل اعتبار نہیں کہ اس وقت وہ حالت کفر میں تھے۔

اس کے جواب میں گزارش یہ ہے کہ اولاً وہ اسلام لا چکے تھے کیونکہ خواب کا واقعہ

کے تقریباً دو سال بعد کا ہے اس لئے کہ ابولہب بدر کے ایک سال بعد خواب میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی ملاقات ہوئی حالانکہ جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ بدر میں شرکت کیلئے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے یہ فرما دیا تھا:

من لقي العباس بن عبدالمطلب فلا يقتله فانه اخرج
كرها.

ترجمہ: ”جو عباس بن عبدالمطلب کو پائے وہ اسے قتل نہ کرے۔ کیونکہ وہ مجبوراً شریک ہوئے ہیں۔“ (اکمل فی التاريخ، جلد 2، صفحہ 128)

اس کی تائید اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ جب جنگ بدر کے قیدیوں سے رہائی پانے کے لئے فدیہ طلب کیا گیا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ”میرے پاس تو مال نہیں۔“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے چچا! اس مال کے بارے میں بتاؤ جو ام فضل کو دے کر آئے ہو“ اس پر حضرت عباس نے عرض کیا:

الذي بعثك بالحق ما علم به احد غيري وغيرها واني لا علم
انك رسول الله.

ترجمہ: ”مجھے قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا میرے اور میری بیوی کے سوا اس بات کو کوئی نہیں جانتا تھا اور میں جانتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔“ (اکمل جلد 2، صفحہ 123)

ثانیاً اگر ان کو حالت کفر پر تسلیم بھی کر لیا جائے تو پھر بھی یہ روایت قابل قبول ہے۔ کیونکہ وقت تخیل اسلام شرط نہیں بلکہ وقت ادا شرط ہے۔ اور جب تابعین نے آپ سے یہ بات سنی تو اس وقت یقیناً آپ مسلمان تھے۔ محدثین نے یہ اصول بیان کیا ہے کہ اگر کسی شخص نے حالت کفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بات سنی پھر اس نے اسے حالت اسلام میں بیان کیا خواہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو چکا ہو تب بھی مقبول ہے۔ ہاں اگر ظاہری حیات میں اسلام قبول کر لیا تو صحابی بھی قرار پائے گا ورنہ وہ تابعی ہوگا۔

☆ ”شرح الفیہ“ میں شیخ احمد شاکر کا قول ہے کہ:

”وہ شخص جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام لانے سے قبل کوئی بات سنی اور پھر آپ کے وصال کے بعد وہ اسلام لایا۔ مثلاً تنوخی ہرقل کا قاصد تو اب وہ اگرچہ تابعی ہے مگر حدیث اس کی متصل ہوگی۔ کیونکہ اعتبار روایت کا ہے یعنی اس نے وہ روایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کی ہے۔ اگرچہ وہ بوقت تخیل مسلمان نہ تھا۔ لیکن بوقت ادا مسلمان تھا۔“

(شرح الفیہ صفحہ 26۔ محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ صفحہ 68-71)

تیسرا اعتراض اور اس کا جواب:

اعتراض: ”یہ روایت قرآنی نصوص کے خلاف ہے کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حالت کفر پر فوت ہونے والوں کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

فلا يخفف عنهم العذاب ولا هم ينظرون

”ان کے عذاب میں تخفیف نہ کی جائے گی اور نہ ہی ان پر نظر عنایت ہوگی۔“

جواب: اس اعتراض کے جواب میں گزارش یہ ہے کہ ”امت مسلمہ کے مسلم اکابر، ائمہ و محدثین نے اس اعتراض کا قلع قمع کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے کہ جو عمل بھی آپ کے حوالے سے ہوگا اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے کافر پر بھی فضل فرماتا ہے۔ اور ابولہب سے ہفتہ وار تخفیف اس سبب سے نہیں ہوئی کہ اس نے اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کیا تھا، بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت پر خوشی منانا ہی اس انعام کا باعث ہے۔ اور اس کا عمل کافر ہوتے ہوئے بھی اس کے عذاب میں رعایت کا سبب بن گیا۔ اللہ تعالیٰ یہ نہیں دیکھتا کہ عمل کرنے والا کون ہے بلکہ یہ دیکھتا ہے کہ عمل کس کے لیے کیا گیا ہے۔ اس سے غرض نہیں کہ عمل کرنے والا ابولہب ایک کافر تھا کیونکہ اس کی ساری شفقتیں تو اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہیں۔ اور محدثین عظام نے روایت کا قرآن سے معارضہ کرنے والوں کے لئے اس روایت میں عملاً تطبیق بیان کر کے ”غور و فکر“ کی راہ ہموار کی ہے۔ یہاں چند محدثین کی تصریحات پیش خدمت ہیں:

☆ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

”اس حدیث میں اس بات پر دلالت ہے کہ بعض اوقات آخرت میں کافر کا عمل صالح بھی اسے مفید ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ بات ظاہر قرآن کے مخالف ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَقَدْ مَنَّآ إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ

(سورة الفرقان: 23)

”اور جو کچھ انہوں نے کام کیے تھے“

اولاً اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ خبر مرسل ہے کیونکہ عروہ نے یہ ذکر نہیں کیا کہ کس نے ان سے بیان کیا اگر اسے متصل تسلیم بھی کر لیا جائے تو یہ خواب کا معاملہ ہے شاید خواب دیکھنے والا اس کے بعد مسلمان ہوا لہذا یہ حجت نہیں۔

ثانیاً اگر اسے ہم قبول بھی کر لیں تو اس میں احتمال یہ ہے کہ (یہ کافر کا معاملہ نہیں) بلکہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے۔ اس پر قصہ ابوطالب دلیل ہے جو پہلے گزر چکا ہے کہ ان پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی وجہ سے تخفیف ہوئی تو وہ جہنم کے نچلے طبقہ سے منتقل ہو کر سب سے اوپر آ گئے۔

☆ امام بیہقی نے فرمایا کہ ”کافر کے بارے میں جو وارد ہے کہ اس کا عمل خیر باطل ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ کافر دوزخ سے نجات پا کر جنت میں داخل نہ ہوگا۔ البتہ ممکن ہے کہ وہ اپنے اچھے اعمال کی وجہ سے کفر کے علاوہ باقی جرائم کے عذاب میں تخفیف پائے۔“

قاضی عیاض کہتے ہیں کہ ”اس بات پر اجماع ہے کہ کافر کے اعمال سے اسے نفع نہ دیں گے اور انہیں نعمتیں حاصل نہیں ہوں گیں اور نہ عذاب میں تفاوت ہے۔“

میں (ابن حجر عسقلانی) کہتا ہوں یہ بات اس احتمال کو رد نہیں کر سکتی جس کا ذکر امام بیہقی نے کیا ہے کہ جو کچھ وارد ہے وہ کفر کے ساتھ متعلق ہے کفر کے علاوہ گناہوں کے عذاب میں تخفیف سے کوئی مانع ہے؟

اور امام قرطبی نے فرمایا کہ ”عذاب میں تخفیف ابولہب کے ساتھ اور ہر اس شخص کے ساتھ مخصوص ہے جس کے بارے میں نص وارد ہے (یعنی ہر کافر کیلئے نہیں)۔“

وہاں ابن منیر نے حاشیہ میں لکھا کہ ”یہاں دو معاملات ہیں ان میں سے ایک محال ہے اور وہ یہ ہے کہ اطاعت کافر کا اعتبار اس کے کفر کے ساتھ کیا جائے گا کیونکہ اطاعت کے لیے یہ شرط ہے کہ اس میں ارادہ صحیح ہو حالانکہ یہ کافر میں نہیں پاتا۔

دوسرا یہ کہ کافر کو اس کے کسی عمل پر محض بطور فضل الہی فائدہ حاصل ہو اسے عقل محال سمجھتی۔ جب یہ ضابطہ واضح ہو گئے تو جاننا چاہئے کہ اگرچہ ابولہب کا ثوبہ کو آزاد کرنا (اس کے کفر کی وجہ سے) مقبول اطاعت نہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس پر تخفیف فرمائی ہو جیسے کہ اس نے ابوطالب کے معاملے میں فضل فرمایا عذاب ماننے یا نہ ماننے والوں میں شریعت کے تابع ہیں۔ (ہماری عقل یہاں نہیں آ سکتی)۔

میں (ابن حجر عسقلانی) کہتا ہوں کہ ابن منیر کی تقریر کا تہہ یہ ہے کہ یہ فضل (عذاب کا کم ہونا) اس ذات مبارک کی تعظیم کی وجہ سے ہے جس کیلئے کافر سے عمل ماہوا۔ (تو یہ کافر کی تعظیم نہیں بلکہ نبی کی تعظیم کی وجہ سے ہوا ہے)۔ (فتح الباری جلد 9 صفحہ 119)

2: امام بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی گفتگو کرتے ہوئے مزید لکھا ہے کہ:

فی هذا الحديث من الفقه ان الكافر قد يعطى عوضاً من اعماله التي ان منها قربة لاهل الايمان بالله كما في حق ابى طالب غير ان التخفيف عن ابى طالب وذاك لنصرة ابى طالب

لرسول الله ﷺ وحياطته له او عداوة ابى لهب له

”اس حدیث سے یہ مسئلہ واضح ہو رہا ہے کہ بعض اوقات کافر کو بھی اس کے ان اعمال کا ثواب ملتا ہے جو اہل ایمان کیلئے قربت کا درجہ رکھتے ہیں جیسے کہ ابوطالب کے حق میں فرق صرف یہ ہے کہ ابولہب پر ابوطالب سے تخفیف کم ہے اور وہ اس لئے کہ ابوطالب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد و حفاظت کی اور ابولہب نے عداوت کی تھی۔“ (عمدة القاری جلد 20 صفحہ 95)

3: امام سہلی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ: روایت میں ہے کہ:

”ابولہب نے کہا: ”میں نے تمہارے بعد آرام نہیں پایا سوائے اس کے کہ ثویبہ لونڈی آزاد کرنے پر مجھے اتنا پانی پلایا جاتا ہے۔“

اور (یہ کہتے ہوئے) اس نے سہابہ (شہادت کی انگلی) اور انگوٹھے کے درمیانی فاصلے کی طرف اشارہ کیا۔

صحیح بخاری کے علاوہ دیگر روایات میں ہے کہ اس کے اہل خانہ میں سے جس فرد نے اُسے بہت بری حالت میں دیکھا تو اس نے کہا: ”میں نے تمہارے بعد کوئی آرام نہیں پایا سوائے اس کے کہ ہر سوموار کے روز میرے عذاب میں کمی کر دی جاتی ہے۔“

اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سوموار کے دن ہوئی اور ثویبہ نے ابولہب کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشخبری سنائی تھی اور اسے کہا تھا: ”کیا تجھے پتہ چلا ہے کہ آمنہ سلام اللہ علیہا کے ہاں تیرے بھائی عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا پیدا ہوا ہے؟“

(اس پر خوش ہو کر) ابولہب نے اس سے کہا: ”جا تو آزاد ہے۔“

اس (خوشی منے) نے اُسے دوزخ کی آگ میں فائدہ پہنچایا۔“

(الروض الاتف جلد 3 صفحہ 99-98)

(4) امام بیہقی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ: ”یہ خصائص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہے

کہ کفار کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کا صلہ عطا کیا جاتا ہے۔

وهذا ايضا لان الاحسان كان مرجعه الى صاحب النبوة فلم يضع.

ترجمہ: ”اور یہ اس لیے ہے کہ ابولہب کے احسان کا مرجع ذات نبوت تھی اس لئے اس کا عمل ضائع نہیں کیا گیا۔“ (شعب الایمان جلد 1 صفحہ 661)

(5) امام کرمانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

يحتمل أیكون ما يتعلق بالنبي ﷺ مخصوصا من ذلك. ترجمہ: ”اس واقعہ کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ وہ اعمال جن کا تعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے ہو ان کے ذریعے کافر کے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے۔“ (الکواکب الدراری جلد 19 صفحہ 79)

اس کے علاوہ امام سیوطی، امام قسطلانی، علامہ حلبی، علامہ محمد عبد الباقی زرقانی، امام ابن جزری، علامہ محمد بن یوسف صالحی شامی، علامہ ابن عابدین شامی، علامہ حسین بن دینار محمد بکری، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حافظ ابن قیم، انور شاہ کشمیری، رشید احمد لدھیانوی، عبد اللہ بن محمد مجدی، ابراہیم میر سیالکوٹی اور وحید الزمان حیدر آبادی نے بھی اس واقعہ کو نقل کیا ہے اور اس سے تخفیف عذاب پر استدلال کیا ہے

چوتھا اعتراض اور اس کا جواب:

اعتراض: ”ابولہب نے ثویبہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت آزاد نہیں کیا تھا۔“

جواب: ”جواباً گذارش یہ ہے کہ ثویبہ کی آزادی کے متعلق اہل سیر کے تین آراء ہیں ایک یہ کہ ابولہب نے انہیں ہجرت کے بعد آزاد کیا تھا۔“

دوسری یہ کہ ابولہب نے انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے پہلے آزاد کر دیا تھا۔ اور تیسری یہ کہ ابولہب نے ثویبہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں اسی وقت آزاد کر دیا۔ لیکن اس کے متعلق صحیح موقف یہی ہے کہ ابولہب نے ثویبہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت ہی آزاد کیا تھا اس پر محدثین اور اہل سیر کے تصریحات ملاحظہ فرمائیں۔

1: صحیح بخاری کی روایت میں یہ تصریح ہے کہ ابولہب کے عذاب میں تخفیف کی وجہ کیا ہے؟ ”بعثتني ثويبة“ یعنی ثویبہ کی آزادی۔ اگر یہ آزادی پہلے ہی عمل میں آ چکی ہوتی یا ہجرت کے بعد ہوتی تو پھر اسے یہاں پر علت بنانے کا کیا مقصد؟

(صحیح بخاری جلد 2 صفحہ 764)

2: حافظ ابن کثیر دمشقی لکھتے ہیں کہ:

اعتقها من ساعته فجوزي بذلك لذلك.

ترجمہ: "تو ابولہب نے اسے اسی وقت آزاد کر دیا جس کی وجہ سے اسے جزا دی گئی۔"

(الہدایہ والنہایہ جلد 2 صفحہ 273)

3: امام ابوالقاسم سہلی سے متعدد علماء خصوصاً حافظ ابن حجر عسقلانی اور امام عینی نے یہ

روایت نقل کی ہے جس میں صراحت ہے کہ:

وكانت ثويبة بشرت ابالهب بمولده فاعتقها

ترجمہ: "ثویبہ نے ابولہب کو بشارت سنائی تو اس نے اسے آزاد کر دیا۔"

(الروض الانف جلد 2 صفحہ 9۔ فتح الباری جلد 9 صفحہ 145۔ عمدۃ القاری جلد 20 صفحہ 5)

4: امام محمد بن عبدالباقی زرقانی نے بھی دوسرے دو اقوال کو رد کرتے ہوئے اسی قول

کو علی الصحیح قرار دیا: چنانچہ آپ لکھتے ہیں

(اعتقها) ابولہب (حين بشرته بولادته عليه السلام) على

الصحيح فقالت له اشعرت ان امنة قد ولدت غلاما

خيكت عبد الله فقالها اذهبي وقيل انما اعتقها بعد الهجرة

قال الشامي وهو ضعيف. وقد روي انه اعتقها قيل ولادته

بدهر طويل

ترجمہ: "صحیح یہ ہے کہ جب ثویبہ نے نبی کریم ﷺ کی ولادت کی اطلاع

دی تو ابولہب نے اسے آزاد کر دیا تھا "ثویبہ کے کلمات یہ تھے: "اے ابولہب!

کیا تجھے علم نہیں کہ آمنہ کے ہاں تیرے بھائی عبد اللہ کا بیٹا ہوا ہے۔"

ابولہب نے اسے ہجرت کے بعد آزاد کیا۔ امام شامی نے فرمایا: "یہ قول

ضعیف ہے۔" اور یہ بھی مروی ہے کہ اسے ابولہب نے ولادت سے کافی عرصہ

پہلے آزاد کر دیا تھا۔"

(زرقانی علی الموابہ جلد 1 صفحہ 138)

5: امام محمد بن یوسف صامی شامی "صاحب الضرر" کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ:

اختلفوا متى اعتقها ف قيل اعتقها حين بشرته بولادة

رسول الله ﷺ هو الصحيح.

ترجمہ: "ثویبہ کی آزادی کے بارے میں اختلاف ہے ایک رائے یہ ہے کہ

ولادت نبوی ﷺ کی بشارت کے وقت اسے آزادی ملی تھی یہی رائے صحیح

ہے۔ (باقی آراء غلط ہیں)۔"

(سبل الہدی والارشاد جلد 1 صفحہ 458)

مخالفین میلاد کے مستند علماء کی تصریحات:

اس کے بعد ہم اسی اعتراض کا جواب مخالفین کے معتبر و مستند علماء کے حوالے سے

دیتے ہیں تاکہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے۔

1: حافظ ابن قیم نے لکھا ہے کہ:

ولما ولد النبي ﷺ بشرته به ثويبة ابالهب وكان مولاهما وقالت

قد ولد الليلة لعبد الله ابن فاعتقها ابولهب مسرورا به

ترجمہ: "جب نبی کریم ﷺ کی ولادت ہوئی تو ثویبہ نے اپنے آقا ابولہب کو

ولادت کی خوشخبری دی اور کہا کہ "آج رات تیرے بھائی عبد اللہ کے ہاں بیٹا

ہوا ہے۔"

تو ابولہب نے خوشی میں اسے آزاد کر دیا۔" (تحفۃ المودود باحکام المولود صفحہ 19)

2: ان کے محدث اعظم نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے لکھا ہے کہ: "ثویبہ

جسے ابولہب نے وقت بشارت ولادت آنحضرت ﷺ کے آزاد کر دیا تھا"

(اشمامۃ العبر یہ صفحہ 13)

3: ان وہابیوں کے امام العصر ابراہیم میرسیا لکھنوی نے بھی یہ تسلیم کیا ہے کہ "ثویبہ کو

ولادت نبوی ﷺ کی خوشی میں آزاد کیا گیا جس کی وجہ سے ابولہب کو ثواب اور راحت

ملی اور اس کے مخالف موقف کی تردید کی ہے۔ ملاحظہ ہو:

(سیرۃ المصطفیٰ صفحہ 154-155 حاشیہ)

ان تمام تصریحات سے یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ گئی کہ ابولہب نے ٹوپیہ کو نبی کریم ﷺ کی ولادت کے وقت ہی آزاد کیا تھا اور یہی صحیح موقف ہے اس کے علاوہ دوسرے دونوں موقف غلط ہیں۔

ان مسائل میں ہے ذرا ژرف نگاہی درکار
یہ حقائق ہیں تماشائے لب بام نہیں

پانچواں اعتراض اور اس کا جواب:

اعتراض: ”میلاد النبی ﷺ پر خوشی منانا ابولہب کی سنت ہے۔“

جواب: ”میلاد النبی ﷺ کو سنت ابولہبی کہنا سراسر غلط اور جہالت کی انتہا ہے۔ کیونکہ ابولہب نے آپ ﷺ کی ولادت پر جو خوشی کا اظہار کیا تھا وہ نبی سمجھ کر نہیں بلکہ بھتیجا سمجھ کر کیا تھا۔ اگر وہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا نبی سمجھ کر خوشی کا اظہار کرتا تو اسے دولت ایمان نصیب ہو جاتی، لیکن چونکہ میلاد کی نسبت حضور ﷺ کی طرف تھی اس لیے اسے محروم نہیں رکھا گیا۔ تو اب واضح ہو گیا کہ سنی مسلمان آپ ﷺ کو بھتیجا نہیں بلکہ امام الانبیاء ﷺ سمجھ کر میلاد مناتے ہیں۔“

ابولہب کی سنت تو وہ پوری کر رہے ہیں جو اپنے بیٹوں بھانجیوں اور بھتیجیوں کا ”میلاد“ ان کی پیدائش کی خوشیاں مناتے ہیں، لیکن نبی کریم ﷺ کے میلاد منانے پر فتوے جاڑتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اپنے متعلق کچھ سوچنا چاہیے!

اے چشم شعلہ بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا ہی گھر نہ ہو

خاتمہ الكتاب

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم، حضور نبی کریم ﷺ کی نظر رحمت، حضور غوث اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے باطنی فیض، بزرگان دین ڈعوڈا شریف کے روحانی تصرف اور والدین و اساتذہ کی دعاؤں سے آج یکم شوال (برموقع عید الفطر) 1431ھ/ 11 ستمبر 2010ء بروز ہفتہ بعد از نماز عصر یہ کتاب ”میلاد مصطفیٰ ﷺ“ بزبان مصطفیٰ ﷺ پایہ تکمیل کو پہنچی۔

آج مسلمان عید الفطر منا رہے ہیں۔ لیکن میرے لئے آج اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دو عیدیں اکٹھی کر دی ہیں۔ ایک عید الفطر اور دوسری اس کتاب کی تکمیل جو میں نے 3 ربیع الاول شریف 1431ھ/ 19 فروری 2010ء بروز جمعرات بعد از نماز فجر شروع کی تھی۔

میلاد شریف کا سہانا موسم تھا۔ میرا جی چاہ رہا تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے میلاد شریف پر کچھ لکھوں، پھر موضوع کا انتخاب ایک اہم مسئلہ تھا۔ کیونکہ اس موضوع پر علماء سلف و خلف نے دفاتر کے دفاتر تحریر کر دی ہیں۔ اسی سوچ و بچار میں تھا کہ میرے ذہن میں چند موضوعات کے نام آئے۔ جن میں سے یہ موضوع بطور خاص ”میلاد مصطفیٰ ﷺ“ بزبان مصطفیٰ ﷺ ”میرے ذہن میں رسول اللہ ﷺ کی نظر رحمت سے القاء ہوا۔ میں نے اس موضوع پر لکھنے کی ضرورت بھی محسوس کی، کیونکہ میرے ناقص علم کے مطابق ابھی مستقل طور پر اس موضوع پر کام نہیں ہوا، اگرچہ کتب میں متفرق مواد موجود ہے۔ میں نے کتب کی اوراق گردانی کر کے مخصوص مواد کو مرتب کر دیا۔

کتاب لکھتے وقت میں نے اختصار کو ملحوظ خاطر رکھا، کیونکہ آج کل بڑی کتابیں پڑھنے کا رجحان ختم ہوتا جا رہا ہے۔ اگر سارا مواد اکٹھا کیا جاتا تو کئی جلدوں میں کتاب مکمل ہو سکتی تھی۔ میں اسی وجہ سے آج دو عیدیں منا رہا ہوں۔ آج کے دن میں بہت زیادہ مسرور

ہوں، شاید کہ میری 20 سالہ زندگی میں یہ پہلی ایسی عید ہے۔

کتاب کا مسودہ تیار کرنے کا کام میں ربیع الاول شریف میں کرتارہا، لیکن اس کے بعد دیگر تعلیمی و تحریری مصروفیات آڑے آ گئیں، جس کی وجہ سے یہ کام کا سلسلہ بالکل منقطع ہو گیا۔ پھر رمضان المبارک کے چند دنوں کو میں نے اس کام کے لئے منتخب کیا۔ مسودہ پر نظر ثانی اور دیگر اضافہ جات کئے۔ پھر رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں مجھے اپنے مرشد خانے آستانہ عالیہ ڈھوڑا شریف ضلع گجرات میں اجتماعی اعتکاف کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اللہ کے فضل و کرم سے میرا یہ اس جگہ پر تیسرا اعتکاف تھا۔ آج پھر میں نے مسودہ پر نظر ثانی کر کے اس کو مکمل کر دیا۔

اس کتاب کی تکمیل کے دوران میں نے دیگر تعلیمی مصروفیات کے علاوہ یہ چھ (6) کتابیں مکمل کیں۔ 1۔ جنت کے حسین مناظر۔ 2۔ جنت کی تکلیفیں۔ 3۔ موت کے مناظر۔ 4۔ شان اولیاء احمدیہ اللہ علیہم۔ 5۔ پیارے رسول ﷺ کی پیاری باتیں۔ 6۔ قرآن و حدیث کے بکھرے موتی۔ اور ساتویں کتاب ”ہدایۃ المسلمین من احادیث سید المرسلین ﷺ“ کا مسودہ مکمل ہونے کے بالکل قریب ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ میری اس ادنیٰ سی کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے۔ اس کو میرے لئے میرے والدین، میرے اساتذہ کرام، اور میرے تمام دوست احباب کے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین بجاہ طہ و یسین ﷺ۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی رسول خیر خلقہ محمد و علی الہ

واصحابہ وبارک وسلم

(خادم اسلام) محمد تنویر قادری و نالوکی

ڈائریکٹر: ادارہ قاسم المصنفین آستانہ عالیہ ڈھوڑا شریف گجرات

و: قادری ریسرچ سنٹر الوطن پیر مولانا ڈاکخانہ کوٹ جیل

تحصیل برنالہ ضلع بھمبر، آزاد کشمیر۔

موبائل: 0341.4165880

ماخذ و مراجع

کتاب ہذا ”میلا د مصطفیٰ ﷺ بزبان مصطفیٰ ﷺ“ کی ترتیب و تدوین میں درج ذیل کتب سے خاص طور پر استفادہ کیا گیا ہے۔

نمبر شمار	کتاب	مصنف
1	قرآن مجید	تنزیل میں رب العلمین
2	صحیح بخاری	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری: متوفی 256ھ
3	صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج قشیری: متوفی 261ھ
4	سنن ابوداؤد	امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی: متوفی 275ھ
5	جامع ترمذی	امام ابویوسف محمد بن یحییٰ ترمذی: متوفی 279ھ
6	سنن نسائی	امام ابوعبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی: متوفی 303ھ
7	سنن ابن ماجہ	امام ابوعبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ قزوینی: متوفی 273ھ
8	مسند احمد	امام احمد بن حنبل: متوفی 241ھ
9	مشکوٰۃ المصابیح	امام ولی الدین تبریزی: متوفی 742ھ
10	المعجم الکبیر	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی: متوفی 360ھ
11	حلیۃ الاولیاء	حافظ ابونعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی: متوفی 430ھ
12	دلائل النبوة	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی: متوفی 458ھ
13	صحیح ابن حبان	امام ابو حاتم محمد بن حبان: متوفی 354ھ
14	تاریخ کبیر	امام ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری: متوفی 256ھ
15	مسند طلیاسی	امام ابوداؤد سلیمان بن داؤد جارد طلیاسی: متوفی 204ھ
16	مسند الفردوس	حافظ ابوشجاع شیرازی بن شہر دار دہلی

17	مجمع الزوائد	حافظ ابو بکر عثمانی
18	مسند الشافعیین	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی: متوفی 360ھ
19	خصائص الحبيب	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی: متوفی 911ھ
20	المنتظم	شیخ ابو الفرج عبد الرحمن ابن جوزی: متوفی 579ھ
21	الهدایہ والنہایہ	حافظ ثناء الدین بن عمر ابن کثیر: متوفی 774ھ
22	السیرۃ النبویہ	امام ابو القاسم علی بن الحسن ابن عساکر: متوفی 571ھ
23	سنن کبریٰ	امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی: متوفی 303ھ
24	سنن کبریٰ	امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی: متوفی 211ھ
25	المصنف	امام ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام صنعانی: متوفی 211ھ
26	مسند ابو یعلیٰ	امام ابو یعلیٰ احمد بن علی بن شعیب موصلی: متوفی 307ھ
27	فتح الباری	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی: متوفی 852ھ
28	تہذیب الاسماء واللغات	امام بیہقی بن شرف نووی: متوفی 677ھ
29	تہذیب اجتہاد	حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی: متوفی 856ھ
30	تہذیب الکمال	امام ابو النجاشی یوسف بن زکی عبد الرحمن مزنی: متوفی 742ھ
31	حسن المقصد فی عمل المولود	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی: متوفی 911ھ
32	اشفاہ بحریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	قاضی ابو الفضل عیاض ماکھی: متوفی 544ھ
33	زرقاتی علی السواہب	علامہ محمد زرقانی بن عبد الباقی: متوفی 1122ھ
34	مدارج النبوة	شیخ عبد الحق محدث دہلوی: متوفی 1053ھ
35	مرقاۃ المفاتیح	علامہ ملا علی بن سلطان القاری: متوفی 1014ھ
36	مطالع الاسرار	علامہ محمد مہدی قاری
37	روح المعانی	امام ابو الفضل شہاب الدین سید محمود دہلوی: متوفی 1270ھ
38	مکتوبات شریف	مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی: متوفی 1034ھ

39	خصائص کبریٰ	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی: متوفی 911ھ
40	درمنثور	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی: متوفی 911ھ
41	تفسیر ابن کثیر	حافظ ثناء الدین بن عمر ابن کثیر: متوفی 744ھ
42	الجزء المفقود من مصنف عبد الرزاق	امام ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام: متوفی 211ھ
43	شرح شفاء	علامہ ملا علی بن سلطان القاری: متوفی 1014ھ
44	مولد الروی	امام ملا علی بن سلطان القاری: متوفی 1014ھ
45	کشف الخفاء	شیخ اسماعیل بن محمد عجلونی: متوفی 1162ھ
46	السیرۃ الخلیفہ	امام علی بن برہان الدین حلبی: متوفی 1404ھ
47	ہجرۃ الخلیفہ	الشیخ محمد دیار بکری
48	فیوض الحرمین	امام الشاہ ولی اللہ محدث دہلوی 1174ھ
49	سر الاسرار	حضور غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی
50	اللہ یقتلہ اللہ ید	الشیخ عبدالغنی نابلسی
51	تواریخ حبیب اللہ	مفتی عنایت اللہ کاکوروی
52	الذخائر الامدیہ	السید محمد بن علوی الماکھی
53	تفسیر نمیشاپوری	علامہ نظام الدین حسین بن محمد قسیمی: متوفی 728ھ
54	شرف مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	الشیخ عبد الملک بن ابی عثمان عیشا پوری: متوفی 506ھ
55	الوفاء باحوال المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	ابو الفرج عبد الرحمن ابن جوزی: متوفی 597ھ
56	المواہب اللدیہ	امام شہاب الدین احمد بن قسطلانی: متوفی 923ھ
57	تاریخ الامم والملوک	امام ابو جعفر بن جریر طبری: متوفی 310ھ
58	صفوۃ الصفوۃ	ابو الفرج عبد الرحمن بن علی ابن جوزی: متوفی 597ھ
59	لغات المعارف	ابو الفرج عبد الرحمن بن احمد بن رجب خلیلی: متوفی 798ھ
60	سنن دارمی	امام عبد اللہ بن عبد الرحمن: متوفی 255ھ

61	الطبقات الکبریٰ	امام محمد بن سعد بن منیع البهائم البصری: المتوفی 230ھ
62	المستدرک	امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری: متوفی 405ھ
63	مصادر الظہان	حافظ نور الدین علی بن ابی بکر ترمذی: متوفی 807ھ
64	السیرۃ النبویۃ	الشیخ محمد بن اسحاق بن یسار: متوفی 151ھ
65	اکمال فی التاريخ	امام علی محمد بن عبد کرم شیبانی جزیری: متوفی 241ھ
66	تاریخ دمشق الکبیر	امام ابو القاسم علی بن حسن ابن عساکر: متوفی 571ھ
67	السیرۃ النبویۃ	ابو محمد عبد الملک بن ہشام: متوفی 213ھ
68	المصنف	حافظ عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی: متوفی 235ھ
69	جمع الجوامع	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی: متوفی 911ھ
70	کنز العمال	علامہ علی قلی بن حسام الدین ہندی: متوفی 975ھ
71	المعجم الاوسط	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی: متوفی 360ھ
72	المطالب العالیہ	حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی: متوفی 852ھ
73	جامع الاحادیث	مولانا حنیف رضا خان بریلوی
74	فتاویٰ رضویہ	امام احمد رضا خان محدث بریلوی: متوفی 1340ھ
75	تجلی الیقین	امام احمد رضا خان محدث بریلوی: متوفی 1340ھ
76	اللائلی المصنوعہ	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی: متوفی 911ھ
77	المعجم الصغیر	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی: متوفی 360ھ
78	شرح صحیح مسلم	علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ العالی
79	تفسیر المحتجب	امام شہاب الدین احمد بن حجر مکی: متوفی 973ھ
80	تدریب الراوی	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی: متوفی 911ھ
81	کتاب الاذکار	امام محی الدین ابوزکریا بن شرف نووی: متوفی 676ھ
82	اختصار علوم الحدیث	حافظ غلام الدین بن عمر ابن کثیر: متوفی 774ھ

83	فتح المغیث	علامہ شیخ عبد الرحمن سخاوی: متوفی 902ھ
84	الاتبہاد فی سلاسل الاولیاء	الشاہ ولی اللہ محدث دہلوی: متوفی 1174ھ
85	الترغیب والترہیب	امام زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی منہرجی: متوفی 656ھ
86	موط امام مالک	امام مالک بن انس: متوفی 179ھ
87	شعب الایمان	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی: متوفی 458ھ
88	مسند حمیدی	امام ابو بکر عبد اللہ بن حمیدی: متوفی 219ھ
89	مسند ابو عوانہ	امام ابو عوانہ یعقوب بن اسحق: متوفی 366ھ
90	المشاکل الحمدیہ	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی: متوفی 279ھ
91	مسند بزار	امام ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق بزار: متوفی 292ھ
92	تنویر الحوائک	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی: متوفی 911ھ
93	کتاب الاعتقاد	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی: متوفی 458ھ
94	سیر اعلام النبلاء	امام شمس الدین محمد بن عثمان انصاری: متوفی 748ھ
95	فیض القدر	علامہ عبد الرؤف مناوی: متوفی 1003ھ
96	النسب	الشیخ ابو بکر عمرو بن شحاک شیبانی: متوفی 287ھ
97	حدائق بخشش	امام احمد رضا خان محدث دہلوی: متوفی 1340ھ
98	مسند امام عظیم	امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت: متوفی 150ھ
99	معالم التنزیل	امام ابو الحسن بن مسعود فراہی: متوفی 516ھ
100	تفسیر مظہری	علامہ شہداء اللہ پانی پتی: متوفی 1810ھ
101	تنویر المقباس	سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
102	تفسیر جلالین	علامہ جلال الدین علی بن امام جلال الدین سیوطی
103	کنوز الحقائق	علامہ عبد الرؤف المناوی: متوفی 1003ھ

104	کتاب الثقات	امام ابوہریرہ رحمہ اللہ بن حبان: متوفی 354ھ
105	الاحادیث المختارہ	شیخ محمد بن عبد الوہاب مقدسی: متوفی 243ھ
106	تاریخ جرجان	شیخ ابوقاسم حمزہ بن یوسف جرجانی: متوفی 428ھ
107	الحادی للفتاویٰ	امام جلال الدین ابوبکر سیوطی: متوفی 911ھ
108	الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب	حافظ ابو عمرو یوسف بن عبد اللہ بن عبد البر: متوفی 463ھ
109	الاصابہ	حافظ احمد بن علی ابن حجر عسقلانی: متوفی 852ھ
110	جامع الاحادیث	امام جلال الدین بن ابی سیوطی: متوفی 911ھ
111	التبہید	امام ابو یوسف بن عبد اللہ بن محمد ابن عبد البر: متوفی 463ھ
112	مسند عبد بن حمید	ابو محمد بن اسکی عبد بن حمید: متوفی 249ھ
113	المسند	امام ابوبکر محمد بن ہارون الرویانی: متوفی 307ھ
114	مراۃ المناجیح	مفتی احمد یار خان نعیمی
115	الجامع الصغیر	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی: متوفی 911ھ
116	سنن دارقطنی	امام علی بن عمر دارقطنی: متوفی 285ھ
117	المسند	شیخ الحق بن راہویہ
118	جامع العلوم والحکم	شیخ ابوالفرج عبد الرحمن بن احمد ابن رجب حلبی: متوفی 795ھ
119	سنن صغریٰ	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی: متوفی 458ھ
120	السنن المأثورہ	امام محمد بن ادریس شافعی: متوفی 204ھ
121	المغنی	شیخ ابو محمد عبد اللہ بن احمد مقدسی: متوفی 620ھ
122	صفائح النجین	امام احمد رضا خان محدث بریلوی: متوفی 1340ھ

123	شرح السنۃ	امام ابو محمد حسین بن مسعود البغوی: متوفی 516ھ
124	السنن	شیخ ابوعثمان سعید بن منصور خراسانی: متوفی 227ھ
125	المسند	امام محمد بن ادریس شافعی: متوفی 204ھ
126	میزان الاعتدال	حافظ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی: متوفی 748ھ
127	مشکل الآثار	امام احمد بن محمد طحاوی: متوفی 321ھ
128	الجامع لاحکام القرآن	امام ابو عبد اللہ محمد بن انصار: متوفی 671ھ
129	حجۃ اللہ علی العالمین	امام محمد بن یوسف بخاری: متوفی 135ھ
130	سبل الہدیٰ والارشاد	علامہ یوسف صامی شافعی
131	جواہر النہار	امام محمد یوسف بھٹانی: متوفی 1350ھ
132	آؤ میاد المناجیح	ابوالحق علامہ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی مدظلہ العالی
133	محفل میاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ	علامہ مفتی محمد خان قادری مدظلہ العالی
134	فتاویٰ مہدائی	علامہ مہدائی بکھنوی
135	الموقف فی علم اللہ	امام شمس الدین محمد بن عثمان الذہبی: متوفی 748ھ
136	نزهۃ النظر بشرح لیلۃ النظر	حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی: متوفی 852ھ
137	اشعۃ المناجات	شیخ عبد الحق محدث دہلوی: متوفی 1053ھ
138	تیسرے مصنف اللہ	شیخ محمود الطحان
139	شرح الفیہ	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی: متوفی 911ھ
140	عمدة القاری	امام بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی: متوفی 855ھ
141	اروض الالف	امام سبکی
142	حضور علیہ السلام کے مالک و مالک	ابوالحق علامہ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی مدظلہ العالی

کتاب علماء منکرین میلاد

143	تحفۃ المولود	ابن قیم جوزیہ متوفی 751ھ
144	فتاویٰ نذیریہ	نذیر احمد دہلوی
145	فتاویٰ ثنائیہ	ثناء اللہ امرتسری
146	فتاویٰ ستاریہ	عبد الستار دہلوی
147	فتاویٰ علمائے الہدیث	عبد اللہ روپڑی
148	مختصر سیرۃ الرسول	عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب مجیدی
149	اشعاریۃ العصریۃ	نواب صدیق حسن خان بھوپالی
150	تیسرا بہاری	وحید الزمان حیدر آبادی
151	سیرۃ المصطفیٰ	ابراہیم میر سیالکوٹی
152	سلسلہ احادیث الصحیحہ	ناصر الدین الہابی
153	صلوۃ الشیخ	عبد اللہ عقیف
154	احسن الکلام	عبد الغفور اثری سیالکوٹی
155	مسک الشام	نواب صدیق حسن بھوپالی
156	حاشیہ قمارنبوی	زبیر علی زئی
157	المدعا	بشیر سلقی
158	التوسل	ناصر الدین الہابی: متوفی 1420ھ
159	مجموعۃ الفتویٰ	ابن تیمیہ: متوفی 728ھ
160	نشر الطیب	اشرف علی تھانوی
161	فضائل اعمال	ذکر یا سہارنپوری
162	العطور المجموعہ	ذکر یا سہارنپوری
162	احسن الفتاویٰ	رشید احمد دیوبندی کراچی